SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, April 12, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair

---

Recitation from the Holy Quran

آعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

فمآ أُوتیتم من شیٔ فمتاع الحیوة الدنیا وما عندالله خیر و ابقیٰ للذین
امنوا وعلیٰ ربهم یتوکلون ○ والذین یجتنبون کبآئر الاثم
والفواحش واذ ا ماغضبوا هم یغفرون○ والذین استجابو الربهم
واقاموا الصلوة وامرهم شوری بینهم و مما رزقنهم ینفقون ○
والذین اذ ا اصابهمالبغی هم ینتصرون○ وجزٰ وا سیئته سیة مثلها
فمن عفاو اصلح فاجره علی الله انه لا یحب الظمین○

ترجمہ۔(لوگو) جو (مال و متاع) تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا (ناپائیدار)
فائدہ ہے ۔ اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے (یعنی)

ان لوگوں کے لئے جو ایمان لانے اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں ۔ اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں ۔ اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں ۔ اور نماز پڑھتے ہیں ۔ اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پرظلم و تعدی ہو تو (مناسب طریقے سے) بدلا لیتے ہیں ۔ اور برائی کا بدلا تو اسی طرح کی برائی ہے مگر جو درگزر کرے اور (معاملے کو) درست کر دے تو اس کا بدلا خدا کے ذمے ہے اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔ صدق الله العظیم۔

(سورہ الشوری آیت ۳۶ تا ۴۰)۔

(Voices: Point of order)

Mr. Chairman: Let me take the leave applications then I will allow Insha Allah a couple of points of order.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: محترمہ ممتاز نجی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 19 اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ظفر اقبال چوہدری بعض ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۹ اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ایاز مندوخیل نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ ۱۹ اپریل کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب متین شاہ نے جرگہ میں مصروفیات کی بناء پر مورخہ 9 تا 16 اپریل کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد اکبر خواجہ نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مولانا راحت حسین نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 12 اور 13 اپریل کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سردار یار محمد رند نے اطلاع دی ہے کہ وہ بلوچستان کے سرکاری دورے پر ہیں' اس لئے مورخہ 12 تا 16 اپریل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین: سید صفوان اللہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں مصروفیات کی بناء پر آج 12 اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now we will take just a couple of points of order. Mr. Ishaq Dar.

Point of Order: Sentence of Parliamentarian

Mr. Javaid Hashmi, MNA.

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Thank you Mr. Chairman. Sir, it is a very sad day. It is a day of mourning that one of our co-parliamentarian Javed Hashmi has been sentenced to 23 years with 42,000/ rupees fine.

(Voices: Shame)

Mr. Chairman: Please hear the member.

Mr. Muhammad Ishaq Dar: We all know the way he was

trapped. I think virtually every Parliamentarian's room in Federal Lodge received the same photo copy. The person had the only extra activity that he had read it out in this cafeteria and if one goes through contents sir, one would realize that it was clear trap. So, in the subsequent events, even if there was an allegation that he committed something which was extraconstitutional, illegal, whatever, sir, we haveseen the way the trial was conducted. I was present in the Session Court Islamabad. There was absolutely peaceful atmosphere and one session before, onehearing before, it was planted that two people jumped on certain car and on that plea that there would be a law and order situation, the trial was ordered to be held in Adiala jail itself. Sir, we have seen the way the trial has been conducted.

میں honestly believe کرتا ہوں کہ the way it has been conducted, it is a shame for the whole judicious process of the country. It should have been more transparent. The government should have used its influence and should have not submitted that application which I saw in my presence in the Session Court Islamabad that the trial should be shifted to Adiala jail. Sir, which direction we are heading towards. If it is Javed Hashmi today, tomorrow it could be somebody else and day after it could be you, it could be me, anybody else sir, the people who murdered in this country, the people who have proven cases in this country, they are ruling in governing us, this country in different provinces as of today. And whereas a fake case, a case having no base, a case based on a photo copy which was pushed

into every federal lodge of the Parliament Lodges, sir, on that particular case one of our parliamentarian colleague who has been here for many terms, he has been sentenced today for 23 years. Sir, I honestly believe that we are going towards a very wrong direction. I always advocate this country is facing serious global challenges. We should be moving towards national reconciliation, but we are not moving towards a national reconciliation, we still want problems within the country, we still want the politics of windata, we still want politics of personal victimization. Sir, this is all as a resultof that, that Javaid Hashmi has faced today this sentence and I can assure you sir, this process is not going to end here. I hope, that the higher forums where obviously he and his faimly is going to appeal, they part justice and justice does prevail in this country and we see that Javaid Hashmi meets a real justice in the real terms. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Professor Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ میں بڑے دکھی دل کے ساتھ، لیکن دلسوزی کے ساتھ پوری قوم کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو معاملہ ہمارے پارلیمنٹیرین بھائی جاوید ہاشمی کے ساتھ کیا گیا ہے وہ ہر اعتبار سے افسوسناک اور قابل مذمت ہے اور کسی پہلو سے بھی اس کو انصاف نہیں کہا جاسکتا، یہ انصاف کا خون ہے، یہ ایک ظلم ہے اور اگر ظلم کی روایت اس طرح ہمارے ملک میں قائم ہوتی ہے اور بڑھتی ہے تو پھر اس سے کوئی بھی بچ نہیں سکے گا۔

جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جس مسئلے پر یہ ساری عمارت کھڑی کی گئی ہے وہ بے بنیاد ہے۔ پہلی چیز جیسا کہ اسحاق ڈار صاحب نے کہا کہ اس کی بنیاد بڑی

flimsy تھی ۔ ایک Faxجو بیسیوں افراد نے وصول کیا اس کی بنیاد کے اوپر ایک شخص کو اس طریقے سے present کرنا غیرقانونیہے۔ دوسری چیز Fax کہیں سے آیا ضرور ہے' کیا یہ investigate کیا گیا؟ کیا فی الحقیقت یہ Military Headquarterسے آیا ہے یا otherwise کہیں سے آیا ہے یا کسی Agency سے آیا ہے' کسی اور نے یہ فراڈ کیا ہے اصل investigation کا دائرہ تھا نہ کہ وہ شخص کہ جس نے اس چیز کو قوم کے سامنے رکھا۔ پھر جناب والا! یہ بات بھی آپ دیکھیے کہ 23 سال کی سزا ،یعنی قانون کا ایک بنیادی اصول ہے اور سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ صحیح طریقے سے guilt کا تعین ہو' وہ نہیں ہوا۔ جرم ایسا ہو کہ جو فی الحقیقت ملک کے قانون کی کتاب میں ان خاص مفہوم کے اندر ایک جرم ہو ۔ جو بات اس سے منسوب کی جا رہی ہے اور جو چیز قانون کی کتاب میں لکھی ہوئی ہے ان میں کوئی مماثت نہیں ۔

جناب والا! پھر proportionately قانون کا ایک بنیادی اصول ہے۔ اگر proportionately نہ ہو تو وہ انصاف کا خون ہے۔ یہاں تیکونی سہاروں پہ یہ حکومت کا یہ اقدام غلط ہے' خلاف قانون' انصاف کی نفی اور سیاسی انتقام ہے اس کے ساتھ ساتھ پھر ایک پروپیگنڈا کی ایک یلغار ہے ' ایک قسم کی campaign کی گئی ہے۔جاوید ہاشمی صاحب کو demonize کرنے' ایک شخص کو ایک issue کو اور جو اصل issues ہیں اس ملک میں یعنی یہ کہ جمہوری روایات پروان چڑھیں' Parliament کی بالادستی قائم ہو ' Parliamentکے لوگ اپنا صحیح تعمیری کردار ادا کرسکیں' ان سب سے مجرمانہ غفلت برتی جا رہی ہے۔ میں اسحاق ڈار کی اس بات کی تائید کروں گا کہ آج ملک اندرونی اور بیرونی طور پر جن مسائل سے دوچار ہے اور جو خطرات منڈلا رہے ہیں اس میں ہمارے اپنے سیاسی اختلافات جو معتبر ہیں اور جنہیں قائم رہنا چاہیے اس کے باوجود جو ہمارا area of agreement ہے جو common ground ہے جو مشترک مسائل ہیں ان کے اوپر ایک concensus پیدا ہونا چاہیے اور جہاں اختلاف ہے اس اختلاف کو قبول کیجیے بجائے اس کے کہ جو چیزیں مسلمہ ہیں ان کو بار بار آپ open کر رہے ہیں ۔ یہ بات کہنا کہ یہ چیز subjudice ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاید subjudice کے تصور کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ Subjudice کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو کسی زیر فیصلہ مقدمے میں اس فیصلے کو متاثر کرسکے۔ لیکن جب کوئی فیصلہ ہوجاتا ہے تو وہ public

property ہے' اس کے اوپر بحث ہوتی ہے اور اس کے اوپر appealsہوتی ہیں اور appeal میں یہ بات embedded ہے کہ کوئی بھی final authority نہیں ہے انسان سے غلطی ہوسکتی ہے' اس کو review کیا جا سکتا ہے' اس کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔ اس بناء پر ہماری گزارشات کو آپ خوشدلی سے سنیں کیونکہ یہ basically political issue ہے۔ ہم اسے محض مسلم لیگ کا نہیں پوری قوم کا مسئلہ سمجھتے ہیں' تمام جمہوری قوتوں کا مسئلہ سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ایوان کا مسئلہ ہے۔ اس لئے کہ وہ پارلیمنٹ کے ممبر ہیں اور پارلیمنٹ کے ممبر کے ساتھ یہ زیادتی کی جا رہی ہے۔ اس کو پارلیمنٹ میں لایا بھی نہیں گیا حالانکہ اپوزیشن نے بار بار مطالبہ کیا۔ پھر چاہے ایک شخص جیل میں بھی ہو' اس کا حق ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں آئے اور اپنی بات کہے۔ پارلیمنٹ وہ ادارہ ہے کہ جس کی بالا دستی کا قیام ہماری' آپ کی سب کی ذمہ داری ہے اور میری نگاہ میں جو فیصلہ آج ہوا ہے' حقیقت یہ ہے کہ پورا ملک اس پر دل گرفتہ ہے' پوری دنیا میں ہم نے اپنا منہ کالا کیا ہے ہماری عدالتوں کے بارے میں دنیا میں جو تاثر بنے گا وہ کوئی خوشگوار چیز نہیں ہے اور میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے نتیجے کے طور پر پارلیمنٹ کا وقار' پارلیمنٹ کی عزت' جمہوریت کا فروغ' قانون اور انصاف کی بالا دستی متاثر ہونگے۔ میری دردمندانہ اپیل ہے کہ اس معاملے کو party کے issue پر نہ لیا جائے' قومی سطح پر لیا جائے اور مجھے یقین ہے کہ Higher Courts انشاء اللہ انصاف کریں گی لیکن ایک شخص suffer کر رہا ہے۔ ایک معصوم انسان جو suffer کر رہا ہے' اس کی suffering کا کوئی مداوا نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد از جلد اس ظلم کو ختم کریں اور اس میں ہم اور آپ' سب مل کر کوشش کریں' یہ میری درخواست ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: رحمت اللہ کاکڑ۔ Keep that point, اسی پر اور کسی پر نہیں' یہ مجھ سے پہلے discuss ہوا تھا۔ جیسے Point of Order ہے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ مجھ سے discuss کر لیا کریں تاکہ I can see if we allow it, another point of order will not be allowed then. O.K. Sana Ullah Baloch, please keep yourself within time. نہیں بلیدی صاحب اور کوئی نہیں' اسی پر ہو گیا۔ آپ کی پارٹی کے ایک ممبر ہو

گئے۔ نہیں اور نہیں، بس ایک ہو گئے پارٹی کے۔ اب یہ ختم کر کے مختلف پارٹی members کے بعد پھر آگے business کریں گے۔ یہ میں نے پہلے کئی دفعہ کہا ہے کہ discuss کر لیا کریں تاکہ دیکھیں کہ وزیر موجود ہے، اس حساب سے چلیں گے، اس طرح سے تو پھر ہمارا کام پورا نہیں ہو گا۔ نہیں point of order کوئی right نہیں ہے۔ یہ ہم نے issue discuss کر کے دیکھا ہے۔

جناب رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: رضا ہراج صاحب تو تشریف فرما ہیں۔ ایک دن ایک statement آ رہی ہے دوسرے دن----

جناب چیئرمین: کس چیز پر؟ نہیں، وہ تو رضا صاحب نے clarify کر دیا ہے۔

جناب رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: نہیں اس پر بولنے دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، اس وقت کوئی point of order نہیں۔ ثناء اللہ بلوچ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین: نہیں، آپ آ کر پہلے مجھ سے بات کر لیں، جیسے سب کر رہے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین۔ ہم نے مختلف مواقع پر پاکستان کی پارلیمنٹ میں جیسے بھی ہمارے ہاں political, democratic institutions ہیں، ان کی جتنی بھی وقعت، حیثیت ہے، ہم نے ان میں رہتے ہوئے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ پاکستان کی ساری political history کو اگر دیکھا جائے تو وہ گھڑی کی طرح سیدھا چلنے کی بجائے الٹا سفر طے کر رہی ہے۔ کسی بھی ملک کے اندر جب political situation ایسی ہو جہاں ملکی تاریخ الٹی لکھی جا رہی ہو، جہاں پر الٹے فیصلے کیے جا رہے ہوں، جہاں پر قانون کی الٹی تشریح کی جا رہی ہو تو جناب والا! تاریخ سیاسیات میں ایسے ملکوں کی کافی مثالیں ملتی ہیں، وہ کبھی بھی stability اور security حاصل نہیں کر سکے۔ Constitution کے تحت پاکستان کے ہر شخص کو تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے اور Constitution کے اندر سب کے لئے سزا اور جزا تجویز کی گئی ہے، لکھا گیا ہے، کوئی آئین سے کھیلتا ہے تو اس کے لئے بھی سزا تجویز ہے، کوئی اداروں کے ساتھ کھیلتا ہے اس کے لئے بھی سزا تجویز ہے۔ جناب والا! ہم اس حق میں ہیں کہ ہر وہ شخص جو

اداروں کے ساتھ کھیلنے کا باعث بنے، جو آئین کے ساتھ کھیلنے کی غلطی کرے، جو کسی ادارے کو پراگندہ کرنے کی کوشش کرے، اس کو اس کے کئے کے مطابق سزا ملنی چاہئے لیکن جناب والا! اگر پاکستان کے اندر صرف عام شخص کو، عام شہری کو یا سیاسی رہنماؤں کو یا سیاسی جماعتوں کو نشانہ بنایا جائے تو پھر پاکستان اور برما میں فرق نہیں رہے گا۔ اگر پاکستان ایک مہذب، civilised, polite country کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر ابھرنا چاہتا ہے تو اس کو اپنے politicians کا، اپنے democratic institutions کا، ان institutions کے elected representatives کا خیال رکھنا ہو گا۔ ان کے تقدس کا احترام کرنا ہو گا۔ ہماری Judiciary ہو یا executive, اس کو ایسے فیصلے نہیں کرنے چاہییں جس سے ملک کا وقار مجروح ہو۔ جناب والا! اس وقت overall national security کی بات ہو رہی ہے، یہاں پر تو politicians اپنے آپ کو insecure محسوس کر رہے ہیں۔ ملک کے سب سے بڑے ایوان میں بیٹھے ہوئے ہم نے کئی مرتبہ کہا کہ پتا نہیں کیوں ہم اپنے آپ کو خود غیر محفوظ محسوس کر رہے ہیں اور اب جناب والا! ہاشمی صاحب کے فیصلے کے بعد یہ ہم سب سیاست دانوں کے لئے ایک کھلی کتاب کی مانند ہے۔ پاکستان کے اندر اگر ہاشمی نے -----، یہ اچھی بات ہے پنجاب سے بھی پہلی دفعہ کوئی شیر نکل آیا، ہم تو ان سارے مراحل سے گزرتے آ رہے ہیں، ہم نے پھانسی کے پھندے بھی دیکھے، ہم نے کوڑے بھی دیکھے، ہم نے قتل و غارت گری بھی دیکھی۔ لیکن اگر ایک شخص جرأت کرکے نکل آیا ہے تو It is good for thePunjab. it is good for the people of the Punjab. ایک ایسے علاقے کے لئے---

Mr. Chairman: Please be relevant and don't be provocative.

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اب بھی یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ جاوید ہاشمی پر کوئی رحم کرے اور اس کی سزا معاف کریں۔

(Interruption)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ بول لینے دیں۔ آپ کو بھی باری دے دیں گے۔ تشریف رکھیئے۔ بلوچ صاحب! جلدی ختم کر دیں۔ We have to go on the other

business. Finish in half a minute please.

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ Constitution کے اندر کئی Articles ہیں۔ میں نے پہلی تقریر میں کہا۔ آج پھر ان کو دوبارہ دہرائیں گے کہ اگر یکساں قانون اس ملک میں سب کے لئے بنا دیا جائے تو ملک میں کسی اور Security Council. کسی اور Security Philosophy کو introduce کرنے کی ضرورت نہیں۔ تو لہذا، جو جاوید ہاشمی کے ساتھ ہوا ہے یہ پاکستان کے political democratic institutions کے ساتھ ایک بڑا بھونڈا مذاق ہے۔ جو ایک نچلے level کی court نے بغیر کسی تحقیق کے، بغیر گواہوں کے، بغیر کسی ثبوت کے پاکستان کے ایوان زیریں کے ممبر کے ساتھ کرنے کی کوشش کی ہے۔

Thank you sir.

Mr. Chairman: Thank you.

تشریف رکھیں - Mr. Raza Rabbani. بلور صاحب، بیٹھ جائیں - This was agreed by the Parliamentary Leaders. یا تو آپ مجھے پہلے ملتے۔ آپ Parliamentary Leaders میں آجاتے اور بات کر لیتے۔ ابھی تشریف رکھیں۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! ایک منٹ بول لینے دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، پہلے جو 4 speakers کا agree ہوا تھا۔ We can't go too long on the subject. اس کے بعد میں آپ کی طرف آرہا ہوں۔

ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب چیئرمین! میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا House کے Rules آپ نے تبدیل کر دیئے ہیں کہ آئندہ ہم عدالتی کارروائی کو یہاں discuss کر سکتے ہیں؟ It is for point of information.

جناب چیئرمین: میں اس پر آتا ہوں۔ جی رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! مجھے نہایت ہی افسوس ہے۔ جب کوئی ممبر اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لئے قوانین کو مسخ کرنے کی بات کرے تو یہ نہایت افسوسناک بات ہے۔ یہاں پر چاہے اپوزیشن ہو یا Treasury Benches ہوں، ایک colleague کو ۲۳

سال سزا' ۴۲ ہزار روپے fine اور fine نہ دینے کے عوض ساڑھے آٹھ مہینے سزا دی گئی ہے۔ اس پر ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ کیا قوانین تبدیل ہو گئے ہیں؟ کیا یہ matter subjudice ہے؟ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کیا دنیا کے اندر courts کے دیئے گئے فیصلوں کے اوپر بحث نہیں ہوتی؟ کیا پاکستان کے اندر courts کے دیئے ہوئے فیصلوں کے اوپر جب وہ public ہو جاتے ہیں ان پر بحث کی کسی قسم کی قدغن ہے؟ یہ جو نئی روش نکلی ہے .to be more loyal than the King یہ روش درست نہیں ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! آج پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے۔ میں سیاہ ترین دن اس لئے کہتا ہوں کہ تین بنیادی اصولوں کو یہاں پر reform اور re-establish کیا گیا ہے۔ پہلا اصول یہ ہے کہ پاکستان کے اندر دو قانون ہیں۔ پاکستان کے اندر دہرا معیار ہے۔ وہ یہ کہ سویلین کے لئے ایک اور دوسروں کے لئے دوسرا قانون ہے۔ جاوید ہاشمی چونکہ سویلین تھا لہذا اس کو sedition کے کیس کے اندر ۲۳ سال کی سزا دی گئی ہے۔ لیکن یہ تاریخ کے اندر نئی بات نہیں ہے۔ ہماری تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ British Imperialism نے جب یہاں پر اپنے آپ کو مضبوط کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے سویلین لیڈرشپ کو اور political leadership کو cases کے اندر ملوث کیا۔ لاہور میں بھگت سنگھ کا case تھا۔ یہ اسی تاریخ' سامراجی ذہن کی تاریخ کا تسلسل ہے جو آگے چل رہا ہے' دہرے قانون کا۔ جناب چیئرمین صاحب! جو دوسرا قانون یا principle flaught ہوا ہے وہ یہ ہے کہ without going into the merits or demerits of the case, جاوید ہاشمی نے جو بات کی وہ کیفے ٹیریا میں کی اور کیفے ٹیریا کہاں تھا؟ وہ پارلیمان کا کیفے ٹیریا تھا اور پارلیمان کا کیفے ٹیریا precinct of the House میں آتا ہے اور جب وہ precinct of the House بنتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کو یہاں پر بات کرنے کی immunity ہے لیکن آج ہم نے اس اصول کو بھی flaught کر دیا یعنی Parliamentarians کی immunity کو precinct of the House میں بات کرنے کے اصول کو flaught کر دیا' یعنی آج سے یہ بات ہم نے طے کر دی کہ جو بھی بات ہم اس floor پر کریں گے اور جب ہم باہر جائیں گے تو .we can be hold up for that

جناب چیئرمین! تیسری بات جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک بار پھر ہم نے

اس بات کو ثابت کیا کہ ہم کس طرح ریاستی اداروں کو استعمال کرتے ہوئے ریاستی دہشت گردی کو اپنے political opponents کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ ریاستی دہشت گردی جاوید ہاشمی کے خلاف اس لئے کی گئی کہ اس کے political differences موجودہ حکومت کے ساتھ ہیں لیکن اگر یہ سمجھتے ہیں کہ جاوید ہاشمی کو 23 سال کی سزا دے کر ایک جھوٹے مقدمے میں---- اور اگر جاوید ہاشمی کا وہ خط درست بھی تھا تو میں یہ کہتا ہوں اور یہی بات پروفیسر صاحب نے کہی جو بالکل درست ہے کہ وہ خط آیا کہاں سے؟ اس خط میں جاوید نے کیا demand کی تھی ؟ جاوید نے صرف یہ کہا تھا کہ کارگل پر ایک کمیشن بٹھا دیا جائے۔ تو کیا کمیشن بٹھانے کی demand کرنا sedition کے اندر آتی ہے ؟ لیکن اس کو استعمال کیا گیا تاکہ دوسرے Parliamentarians اور Opposition کے لئے جاوید ہاشمی کو ایک عبرت کا سبب یا ایک example بنایا جائے۔ میں ان کو یہ بات متحدہ Democratic Alliance اور ARD کی طرف سے بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی یہ کوششیں کی گئیں، پہلے بھی لوگوں نے Opposition کو کوڑے لگائے، پہلے بھی Opposition کے لوگوں کو پھانسی کے پھندوں تک پہنچایا گیا لیکن Opposition حق سے نہیں ہٹی اور ہم نے ہمیشہ جمہوریت کے لئے اور پارلیمان کی بالا دستی کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔

Mr. Chairman: Please try to conclude.

میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین ! میں آخر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جاوید ہاشمی کی سزا سے اگر یہ سمجھا جا رہا ہے کہ ہم کسی بھی طرح اپنے اصولوں پر compromise کرنے کے لئے تیار ہوں گے تو یہ خام خیالی ہے۔ ہم جاوید ہاشمی کی سزا سے strength لیتے ہیں اور ہم پاکستان کے عوام کو اس بات کی assurance دیتے ہیں کہ ہماری جدوجہد جاوید ہاشمی کی رہائی کے لئے ، قانون اور آئین کی بالا دستی کے لئے اسی شدومد سے جاری رہے گی، چاہے آپ دس جاوید ہاشمی بنائیں۔ آخر میں، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے یہ موقع فراہم کیا اور ہم اپنے متحدہ alliance کے دوستوں کے ہمراہ اس سزا کے خلاف اور حکومت کے اس اقدام کے خلاف ایک token walk out کرتے ہیں۔

(اس موقع پر متحدہ اپوزیشن ایوان سے token walkout کر گئی)

پروفیسر خورشید احمد: ہم بھی ان کا ساتھ دیں گے۔

Mr. Chairman: Mr. Wasim Sajjad, you have any comments on this?

جناب وسیم سجاد: میں مناسب نہیں سمجھتا کہ I should comment on a judicial decision. The decision has been taken and an appeal can be filed against that, he can go to the High Court.......

Mr. Chairman: But Mr. Ranjha's point. Can we discuss in Parliament such issues?

Mr. Wasim Sajjad: That is a procedural point and is no longer relevant but the point is the decision has been taken and appeal will lie to the High Court then to the Supreme Court. I don't think it appropriate to comment on the decision at this stage.

جناب چیئرمین: جی رانجھا صاحب۔

ڈاکٹر خالد رانجھا: وسیم صاحب کو یاد ہو گا کہ ہمارے ایک جج صاحب تھے، جسٹس شبیر صاحب، ہائیکورٹ کا فیصلہ ہو گیا، تب وہ ریٹائر ہو گئے تھے from the High Court and he was one of the best Judges we had, انہوں نے اس فیصلے پر تبصرہ کر دیا۔ سپریم کورٹ نے انہیں سزا اس بات پر دی کہ چونکہ ابھی appeal کا time رہتا ہے، اس appeal کے وقت کے دوران آپ تبصرہ نہیں کر سکتے تھے۔ اب میں جو بات کر رہا تھا، وہ یہ تھی کہ House کے rules کی بات ہو رہی تھی۔ آپ نے ایک line draw کی ہوئی ہے، کس حد تک ہم عدالتی کارروائی کو یہاں رکھ سکتے ہیں۔ میں آج پھر گزارش کرتا ہوں کہ میں جاوید ہاشمی کی بات نہیں کر رہا، مجھے بھی ان کی سزا پر بڑا افسوس ہے۔ افسوس علیحدہ بات ہے، میں بات یہ کر رہا تھا کہ ہمیں آگاہ کیا جائے گا کہ کیا ہم آئندہ عدالتی فیصلوں کے متعلق اس House میں تقریریں کر سکتے

ہیں؛ میری ذاتی رائے یہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ this it is point of information House. it behoves or does not behove the House to bring another institution under discussion over here.

Mr. Chairman: Thank you. I think we will discuss this because this was raised in the discussion with Parliamentary Leaders and we will come back on it.

وسیم صاحب!

you want to talk to the Opposition. We will move on to theAdjournment Motions. There are two identical Adjournment Motions No. 19 and 42 in the name of Professor Ghafoor Ahmad and ProfessorKhurshid Ahmad respectively on the anti-dumping duty imposed by the European Union on bed linen import from Pakistan.

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین token walk out کے بعد House میں واپس آگئے)

Mr. Chairman: Both the movers will read out their respective Adjournment Motions.

جی O.K Does the Minister oppose the Motions? پڑھ دیں، requirement ہے، ٹھیک ہے، پڑھ دیں جی۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: قاعدہ یہ ہے کہ یہ پڑھیں گے پھر یہ oppose کریں یا نہ کریں۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ oppose کریں گے، میں ان کی بات سنوں گا پھر یہ جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: بالکل ٹھیک ہے، پڑھ دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! اجازت ہے۔

جناب چیئرمین: جی بالکل۔

ADJOURNMENT MOTION RE: IMPOSITION OF ANTI-DUMPING DUTY ON THE EXPORT OF BED LINEN BY THE EUROPEAN UNION.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move the following Adjournment Motion, I quote:

"It has been reported in the press and media that the European Union has imposed14.1% anti-dumping duty on the export of bed linen from Pakistan. This step may have very serious consequences for the textile industry and the employment situation in the country where unemployment is already alarmingly high".

This being a matter of urgent national importance and of recent occurrence, I, therefore, seek the leave of the House to move that the normal business of the House be suspended to discuss it.

جناب چیئرمین: غفور صاحب! آپ کا motion ہے let the House know.

پروفیسر خورشید احمد: پڑھ دیجئے، قاعدہ ہے۔

Professor Ghafoor Ahmad: I request leave to present the Adjournment Motion.

"Proceeding of the House be adjourned to discuss the reasons and implications of 13.3% anti-dumping duty to be imposed by 15 members of European Commission (EC) on bed linen imports from Pakistan from next month, for a period of five years, putting Pakistani exporters at a disadvantageous position as compared with their competitors from other

countries thereby adversely affecting the exports of Pakistani bed linen to EU during the quota free regime".

This matter may be discussed with particular reference to the performance of the Ministry of Commerce in tackling this sensitive matter at EU level.

Mr. Chairman: Does the Minister oppose the Motions?

Mr. Hamayun Akhtar Khan: Sir, I have absolutely no hesitation and nothing the House knows as to what anti-dumping duty is, how it is imposed, what the past has been and what the Government has done?

Mr. Chairman: Give him chance to speak. No, no, let him finish, let him finish his statement.

Mr. Hamayun Akhtar Khan: Rabbani sahib, I am coming to that. I am ready to discuss sir, I do not mind, I do not oppose.

جناب وسیم سجاد: میں بتانا چاہوں گا کہ یہ anti-dumping duty Government of Pakistan نہیں لگاتی۔ یہ European Union سے لگائی جاتی ہے اور adjournment motion کا قانون یہ کہتا ہے کہ ایسا معاملہ ہو جس میں گورنمنٹ آف پاکستان ملوث ہو۔

جناب چیئرمین: جو آپ کے control میں ہو۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ پہلے ان کو سن لیں۔

جناب وسیم سجاد: اگر ہم اس پر سیر حاصل بحث کریں اور ہم کہیں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو European Union کی صحت پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ تو یہ European union کا اقدام ہے۔ European Union کی پارلیمنٹ میں جا کر یہ بات ہو سکتی ہے لیکن ہمارے قواعد

کے تحت پاکستان کی پارلیمنٹ میں بات نہیں ہو سکتی ہے ۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب ۔

جناب چیئرمین: پہلے mover کو بات کر لینے دیں پھر میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

جناب ہمایوں اختر خان : پہلے میری بات سن لیں۔

میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین صاحب ! مسئلہ یہ ہے کہ

the honourable Minister has already said that he has no objection. Now it is too late in the day for the honourable Leader of the House to raise a technical objection...

Mr. Chairman: He is here to discuss on it.

(interruption)

Mian Raza Rabbani: He has already said that he has no objection.

Mr. Chairman: But he discussed here. If it is qualified because

ان کا jurisdiction کا point بڑا valid ہے۔

میاں رضا ربانی: ایک تو ان کا jurisdiction کے بارے میں point valid نہیں

ہے ۔

جناب چیئرمین: یہ ... گا؟

Mian Raza Rabbani: Sir, it has already been accepted.

جناب چیئرمین: پہلے آپ ان کو سن لیں پھر اس پر آتے ہیں۔

پروفیسر غفور احمد: میں نے یہ بات کہی ہے کہ یہ ڈیوٹی اس لئے لگی ہے کہ Ministry of Commerce کا failure ہے۔ ان کے لوگ وہاں جاتے رہے ہیں۔ European Union کے دورے کرتے رہے ہیں۔ بے شمار پیسے خرچ کئے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے باہر

کے ایک وکیل کو بھی کیا ہے۔ اس کی بہت بھاری فیس دی ہے اور یہ اس میں ناکام ہوئے ہیں۔پندرہ ممبروں میں سے آٹھ نے اس ڈیوٹی کی حمایت کی ہے اور سات نے مخالفت کی ہے۔ اگر یہ کام کرتے تو یہ ڈیوٹی نہ لگتی۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ failure Ministry of Commerce کا ہے۔ اس میں ان کی ناکامی ہے۔

جناب ہمایوں اختر خان: پروفیسر غفور صاحب ہمارے بہت سینیئر ممبر ہیں۔

(مداخلت)

جناب ہمایوں اختر خان: میں ذرا اس کا جواب دے لوں۔

جناب چیئرمین: پہلے وزیر صاحب کو جواب دینے کا موقع تو دیں۔

Mr. Humayun Akhtar Khan: When something incorrect has been stated, let me correct it please.

جناب چیئرمین : اس میں the mover and the Minister concerned will make the statement.

Mr. Humayun Akhtar Khan: Sir, anti-dumping duty is the right of any member of the WTO. Under the WTO rules, each member state has legislation which covers anti-dumping, counterweighing or safeguard measures. Anti-dumping takes place when an exporter dumps a product into a country at less than the cost of production. In such case upon request of the importing country it can initiate an investigation. It is not an investigation against the State which is exporting. It is an investigation against the exporters of that country. So, let me say whatever action which has been taken so far, is not action against Pakistan. It is action against the people who produce and send their goods to them. Now, I can go through the whole stage of this thing and

tell you process where we stand. I will tell you as much as I can because it is a subjudice technical matter and I am not about to stand here and disclose what action the State will take. Let me say that anti-dumping duty is not new. Anti-dumping duty was imposed on Pakistan from January 1997, on the producers of Pakistan, exporters, till January 2002 for five years and I do not know why but the Government of that time did not go to the disputes settlement in Geneva and kept a duty for five years. India went and they got a reversed judgement and Pakistan got relief. So, let us know exactly what we are doing. If Mr. Chairman, you permit me, I can spend fifteen minutes and tell the House precisely what has happened. How the applications came.....

Mr. Chairman: Address the issue raised by the mover, go ahead.

Ch. Muhammad Anwar Bhindar: Point of Order. Mr. Chairman, at this stage, I am very sorry to raise the Point of Order that the procedure for an adjournment motion is not being adopted. The procedure for the adjournment motion is that when it is moved, it is opposed by the Government Benches or any Minister concerned. And if that is not opposed then that is presumed that leave of that adjournment motion is granted. And if the leave is granted then a time is to be fixed for two hours discussion for that adjournment motion and your honour can fix a date or time whatever suits the programme of the Senate and fix a time andthe day for the discussion of this issue and on that day the movers can speak

andthen he will reply in the end but those questions would be put. That is the procedure of an adjournment motion.

Mr Chairman: If that is the decision of the House, then it is fine because if you want to fix a day subsequent, the movers and the Minister are also in agreement with it then that is fine. OK, we will fix a time later then. Then we will do that and we will fix the time.

Prof. Khurshid Ahmed: During the session the movers will argue. Then of course, the minister will reply. That is the procedure and those who want to participate....

Mr. Chairman: We will see the roster and then we will work out and see what is possible.

Mr. Humayun Akhtar Khan: Upon very hectic diplomatic activity which can start once a disclosure is made by the European Commission, prior to that, it is an action against the exporters. The European Union very recently has agreed to immediately start a review of this matter. So, that is where the matter stands right now and as said if there is an open debate which I don't mind, I will not be able to tell you everything because I am not going to show the cards which the government can play right now because it will affect the exporters but I am quite prepared to go through that discussion. The measures right now the European Union has agreed to review. The government of Pakistan is consulting with the stake holders and getting a few issues cleared up before they make up their minds whether they go for a review or whether

to go for dispute settlement in Geneva or both.

Mr. Chairman: We will take that discussion some other time. We will fix the time for the discussion.

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب۔

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: The honourable Minister knows a lot about this subject and he wanted to finish within 10, 15 minutes but the honourable member from the Treasury Benches, Bhinder wanted to drag it. I think, the only objection I have, the honourable Minister has said that the House does not know about that. We know everything about this dumping duty but honourable Minister knows a lot about it and he has tried at his level best to resolve this subject.

So, I think he wanted to finish this and the honourable member from the Treasury Benches wanted to take it to another day for two hours and he was ready to finish it.

Mr. Chairman: He only quoted the rules, Mr. Bhinder only quoted the Rules and the mover and the Minister have agreed. So, I think, we will then havethe indepth discussion on the date which we will announce. There are two more identical adjournment motions. Adjournment Motion No. 23 stands in the name of Prof. Khurshid Ahmad and Motion No.44 stands in the name of Syed Hidayatullah.

Prof. Khurshid Ahmad: Mr. Chairman, once a motion has been accepted then you can not have another adjournment motion on the same day. This is the rule.

Mr. Chairman: OK, fine fine. I agree. We will go on to the commenced Resolution then. Item No. 2, here is, we may resume further consideration of the Resolution moved by Mr Babar Khan Ghori on 17th June, 2003 "This House resolves that extension should not be given to the government employees after superannuation".

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: It is a government Resolution now or it is a private members' Resolution.

جناب بابر خان غوری: جناب! یہ as a member میں نے move کیا تھا۔ اس کے بعد جو resolution تھی وہ withdraw ہوئی تھی لیکن یہ House کی property ہے۔ میں اپنی resolution پر قائم ہوں۔ اب اس کے اوپر کوئی amendment آئی ہے۔اس کے بعد ہاؤس اس پر فیصلہ کرے کیونکہ کامل علی آغا صاحب اس پر amendment لانا چاہتے تھے۔

جناب کامل علی آغا: جناب چیئرمین! میں اس میں ایک amendment لانا چاہتا ہوں۔ This House resolves that extension should not be given to the government employees after superannuation اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ اس میں add کیا جائے کہ unless the same is necessary in the public interest.

Mr. Chairman: I think let us put it to vote.

جناب کامل علی آغا: یہ جناب House میں put کر دیا جائے۔

جناب وسیم سجاد - This is an amendment. یہ put کر دی جائے۔ We will accept it.

پروفیسر خورشید احمد - Amendment, purpose of the motion کو defeat نہیں کر سکتی۔یہ ہمارے rules کے اندر ایک definition ہے اور دنیا بھر کا قانون یہ ہے کہ amendment چاہے اس کو conditional کرے لیکن اس کے purpose کو defeat نہیں کر سکتی۔ Purpose ان کا ہے کہ superannuation ہمارے ہاں ایک مصیبت بن گئی ہے،

اس کے نتیجے کے طور پر discretion executive کے پاس آ گئی ہے اور اسے misuse کیا جا رہا ہے، unemployment ہے، لوگ queue میں ہیں۔ میرا خیال ہے یہ مسئلہ بڑا اہم ہے، اس کو ہمیں without amendment approve کرنا چاہیئے۔

جناب وسیم سجاد۔ جناب یہ amendment آ چکی ہے، اس کو move کر دیں۔ اگر accept ہوتی ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب کامل علی آغا۔ جناب میں نے یہ عوامی مفاد میں پیش کی ہے۔ اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب والا! amendment کا notice بھی نہیں ہے، کھڑے کھڑے تو you can't make amendment.

(interruption)

Mr. Chairman: Just hear the mover.

جناب بابر خان غوری۔ جناب میرے ساتھی جذباتی نہ ہوں۔ میں نے ان کو بتایا، یہ میں نے جون میں move کی تھی، اس کے بعد جب میں وزیر بنا تو میرا جو business تھا وہ میں نے rules کے مطابق withdraw کیا لیکن چونکہ یہ property of the House تھی اس لئے House میں آ گیا ہے۔ لہذا withdraw کرنے کے لئے یہ ایوان میں آنا ہے تو اس پر ایوان کا sense لے لیں، یہ بات ہے۔ یہ غلط سمجھ رہے ہیں، یہ تھوڑے سے پریشان ہیں۔ میں already یہ دے چکا ہوں کہ میں نے اپنا جو business دیا تھا questions, motions, resolutions withdraw کر لئے ہیں۔ سارے ممبران کو پتا ہے۔ اور رولز میں بھی یہ ہے کہ as a minister چونکہ اب میں government ہوں لہذا اب ایوان سے آپ sense لیں اور اس کے بعد فیصلہ کریں۔ اس کی withdrawal میں already دے چکا ہوں اور یہ دفتر میں جمع ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: He has said that he wants to withdraw it and he

seeks the permission from the House. He has said so. please formally move it.

Mr. Babar Khan Ghori: I beg leave to withdraw this motion.

Mr. Chairman: I put it to the House. The motion before the House is that Mr. Babar Khan Ghori has moved to withdraw the motion.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: It is withdrawn.

محترمہ گلشن سعید۔ یہاں ایوان میں ثناء اللہ بلوچ صاحب نے کچھ نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں وہ حذف کئے جائیں۔

جناب چیئرمین۔ وہ already حذف کر دیئے گئے ہیں، شاید آپ نے سنا نہیں۔

محترمہ گلشن سعید۔ ان کو بتایا جائے کہ یہاں پر چاروں صوبوں کی نمائندگی ہے۔ اس طرح کے خیالات اور جذبات جو یہ دوسرے صوبوں کے against ظاہر کرتے ہیں آئندہ کے لئے ان کو اس چیز سے منع کیا جائے۔ جب آپ سے چیمبر میں آ کر تقریر کرنے کے متعلق مشورہ کرتے ہیں تو آپ ان کو بتائیں کہ اپنی بات کیا کریں، ان کو attack کرنے کا کوئی حق نہیں۔ یہ بات کرنے کا کیا مطلب تھا کہ پنجاب میں یہی ایک شیر تھا، کیا باقی سارے آج تک جو پیدا ہوئے وہ گیدڑ تھے یا ابھی جو آنے والے لیڈر ہیں---

جناب چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں، وہ الفاظ expunge ہو گئے اور کہا ہے کہ provocative نہ ہوں۔ انہوں نے آپ کو سن لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ گلشن سعید۔ میں سختی سے یہ بات کہتی ہوں کہ آپ ان کو سمجھا دیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔

RESOLUTION RE: CONSTRUCTION OF WATER RESERVOIR IN BALOCHISTAN

Mr. Chairman: Item No.3 relates to the resolution moved by Mr.

Muhammad Akram on 19th January, 2004. Mr. Muhammad Akram is not here. "The House recommends that effective steps be taken to construct water reservoirs in Balochistan". Any Speaker on this issue.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, I want to make an amendment in this, "effective steps be taken to construct water reservoirs in Balochistan and other tribal areas of the country".

(interruption)

Mr. Chairman: How many speakers do you want to allow on this?

ان کے نام سیکریٹری صاحب کو دے دیں ۔ دو ، تین نام میں نے نوٹ کئے ہیں' we will start with them and I think, let us stick each speaker to maximum 5 minutes. Yes, Mr. Latif Khan Khosa.

Sardar Mohammad Latif Khan Khosa: Sir, water problem in this country is a known phenomenon and unless we go in for reservoirs, probably, thiscountry is going to get dry and, particularly, the hilly areas in Balochistan and in the Upper Tanawal part of Dera Ghazi Khan which abuts Balochistan and other Tribal Areas of Frontier and other parts of the Country unless we have small dams and reservoirs. The whole population has to go hours and hours and has to travel miles together even for the purpose of drinking water. Sir, they can not keep animals over there. They can not even have the small cultivation for the purpose of their system and survival. The people of those areas literally have to stop either or abandon their home and hearth and come down to the city. So it is high time that the government should be looking after for construction

of reservoirs not only in Balochistan but also in other parts of the Country where it is a hilly terrain and where only the source of irrigation or the source of drinking water is that you have to reserve the water where rain is very scanty and it falls once in a year or twice in a year.

(اذان کی آواز سنائی دی)

Mr. Chairman: We adjourn the House to reconvene at 7.00. p.m. sharp.

(The House then adjourned to meet again at 7.00.p.m.)

(The House reassembled after Maghrib Prayers)

جناب چیئرمین: السلام علیکم!

Khosa sahib, you still want to speak or you have finished?

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Mr. Chairman, I am submitting that whereas Pakistan is a bloodshed country but we in the four provinces, the two of the provinces Punjab and Sindh have a riverain belt which is one of the best in the world but Balochistan, Frontier and part of Dera Ghazi Khan to which I belong, the hilly terrain of the tribal area of Dera Ghazi Khan but Balochistan which is stretched over a range of 150 miles that also is dependant on the construction of small dams. So, unless small dams are constructed in those parts of Balochistan and in the *Upper Tanawal* or the tribal area of Dera Ghazi Khan, we cannot improve the lot of the people of those areas sir, and not only that the water has

gone down, the level of the water has gone down to such an extent that, the orchards or the trees which are fruit bearing, they are dying out sir. There agriculture is very scanty and if the people are to construct the *Band* or the *Bakaras* as they say on their own when the rain falls which is very scanty just once a year or twice a year, that would only cater for a very little time and for a very little purpose. So, therefore, the government has to construct small dams, there is no problem like we have the Kalabagh Dam being a controversial issue or other dams. So, there is no controversy at all in the construction of small dams.

This has been there sir, on the agenda for last many many years but unfortunately somehow the Federation has all along cater for the needs of the affluent areas where otherwise affluence abuts in so many. So, therefore, these areas need the special attention and I think, when the House should pass this Resolution, I would add to it that when this says this House recommends that effective steps be taken to construct water reservoir in Balochistan, I would also like to add the tribal areas of Dera Ghazi Khan, it should be added that the tribal areas of Balochistan and the tribal areas of Dera Ghazi Khan because the tribal areas of Dera Ghazi Khan have the same problem. Sir, the hit torrents which flow with such a ferocious veracity that anything that comes in their wake that is washed out, that is vanished, that is destroyed whether they are animals, whether they are houses, whether they are anything. So, therefore, we need to channelise those resources which are natural and which we have to cater for People don't find drinking water and they have to walk miles and miles

together. So that part of the world is also a part of Pakistan. Let us concentrate on that part. if we are improve to the lot of people of those areas and that incidently happens to be the largest province of Pakistan and my part Dera Ghazi Khan which also abuts Balochistan which in the near 1950 by virtue of the border boundary Order 1950, was segeregated from Balochistan and thrown over into Punjab and the Balochis do not accept this. they do not want us to merge again in Balochistan. Somehow because our population. otherwise..... Thank you, but this is another problem, I'll tell at some other stage because when Mr. Bugti was Governor, we wanted and wepleaded and joint *Jirga* was held but they said no, you are far advanced, then you are more populous. So, if you come into Balochistan probably the power balance will fluctuate towards Dera Ghazi Khan who have more interests in the rest of Punjab because with the afflux of time over 50 years, everything has gone towards this part of the world. So, sir my submission is that the House should strongly pass this resolution, asking the government to cater for the small dams and privatize it so that the agriculture, the soil water level of those parts and we areible to save the orchards, we are able to give impetus to the agriculture sector, we are also able to provide drinking water to those parts of the country. Thank you so much.

جناب چیئرمین: جی شیر پاؤ صاحب۔

Mr. Wasim Sajjad: My Honourable friend has said, he would like to move an amendment. Sir, to move an amendment there is a regular

procedure . once a resolution is moved . the honourable member should give the amendment to the Secretariat: the Secretariat will then examine it: if it is in order. it will put it before the House It cannot be moved in this manner while making the speech before the House. So, therefore, I would request the Honourable Member that if he wishes to move an amendment to any resolution , he should do it in accordance to the rules which are Rules of Procedure of the House.

جناب چیئرمین: کھوسہ صاحب۔

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, my respectful submission is that all these technicalities, the procedures are meant to foster the ends of justice, to promote the good will of the people of Pakistan. These procedures are never meant to stiffen or to defeat the ends of justice. So, if this is a technicality. this can always be waived and I have put it; this is a harmless thing and I do not think that my friends should have any objection.

Mr. Chairman: I think, just a procedure because it will become a precedent.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, procedure is always meant to foster the ends of justice, not to impede it, not to curtail it, not to demolish it.

Mr. Wasim Sajjad: If this argument is accepted that we do not need any procedure then we can just do whatever we like

کہ آج resolution آ گئی ہے، کسی نے کہا کہ amendment کر دو، وہ ہو گیا، وہ

amendment کر دو"

the purpose of procedure is . just say that the honourable Member should know in advance because these are all parties representatives . They will know in advance what amendment is being moved. they can discuss it . think about it because a resolution of this House carries a lot of sanctity . Therefore , the Honourable Members should know , what they are voting on? They should be able to consider it , discuss it and come with the proper, considered opinion before the House, that is the purpose.

پروفیسر خورشید احمد: یہ party کا issue نہیں ہے' ہمیں اپنے قواعد کا احترام کرنا چاہیے اور ہمارے قواعد کے تحت جب بھی ایک resolution یا motion آجاتی ہے تو اس کے بعد amendment کو properly move ہو نا چاہیے۔ بالکل صحیح بات ہے' یہ ضرور ہونا چاہیئے لیکن اسی چیز کو لکھ کر دے دیں تا کہ وہ اس House کی debate کا حصہ بن جائے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: اس کے علاوہ میں اس میں add اس طرح کرنا چاہوں گا کہ جب کبھی amendment دینے کا time نہیں ہوتا اور اسی وقت amendment suggest کی جاتی ہے تو پھر amendment Secretariat کو دی جاتی ہے۔ وہ circulate کرتے ہیں تاکہ وہ language میرے پاس اور ہر member کے پاس آ جائے۔ وہ دیکھ لیں کہ اس کا impact کیا ہو گا اور پھر اس پر vote کریں یا پھر اس پر اپنی رائے کا اظہار کریں ۔ اس لئے وہ amendment جو ہے' amendment کا انتہائی معنی جو ہے' وہ ہر resolution کے لئے ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر procedure میں law میں' resolutions میں' motions میں ہم نے جو بھی amendment دینی ہے' وہ in time اور according to rules ہونی چاہئیں۔ میں merits کی بات نہیں کر رہا' وہ بالکل بجا ہے' بالکل صحیح ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ شاید یہ بات بڑی ضروری ہو لیکن صرف یہ گزارش ہے کہ rules کی پابندی ہمیں کرنی چاہئیے۔

جناب چیئرمین: شیر پاؤ صاحب۔

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: I know, Mr. Chairman, a lot of members have gone through talk on this Resolution sir, but we know the gist of the Resolution and we know the situation in Balochistan and we know that it requires a lot of efforts. So, keeping that in view, though we are doing a lot for Balochistan, there are lot of Dams that are bieng constructed. As far as small dams are concerned, that is the provincial subject but still for Balochistan there are a number of projects that are being executed right now. If you want, I can enumerate all of them but keeping in view the situation of Balochistan, we support this Resolution in the interest of the uplift of Balochistan so, that puts a social consideration and that area can be developed and brought at par with the rest of the country and this is the part of our Constitution also. The principle of the policythat the deprived areas, the backward areas have to be brought at par with the restof the country, the developed area. Just at a glance I would like to inform the House that *Merani Dam* is being constructed in Balochistan and this is going to cost 4.2 billion rupees and the work on this Dam has already been started and 20% of the work have been executed and hopefully this Dam would be completed by June, 2006.

There is another important Dam on which work has already started and this is *Subakzai Dam* in Balochistan. This would cost 1.1 billion rupees and this will be completed by June, 2005. These are the two main Dams which are being constructed, besides that there are number of small Dams on which the feasibility reports are already in progress and

there are five dams. If you want I can name all of them but I have the salient feature of that and I think this is going to help the area which does not come under the command area of the Indus River System. A portion of the Balochistan comes under the Indus River System that is why more efforts are being focussed on Balochistan. We are also considering to have Delay Action Dam and check Dam and for that a PC-I is being made for the whole of Balochistan which would be sponsored by Japanese grant. We hope that we will be able to get about 30 million dollars for that and that would help in the regenerating the ground water resources of Balochistan because that is also a problem in that sense. So we are also constructing the *Kachi Canal* which would take water to Balochistan and that would also be completed by June, 2007. I know Balochistan's problems are immense and its total water requirement, according to the Water Apportionment Accord, the share of Balochistan is 3.87 million acres field but they are not utilising the whole share because the system is not there. So we are working on that and specially the extension of the Putt Feeder system and the *Kirther Canal* would also offer more water for the area and the 2.9 million acresfield, they are currently using and the rest are not using because of the system.

So we are watching on that. Balochistan was being deprived as one of the members Mr. Khosa also mentioned about some of the hilly areas all over Pakistan, we are mindful of that also and I can name a number of projects which are in those areas where the water is not available and we are working on that. For example *Gomal Dam* is being

made in North West Frontier Province There is *Satpara Dam* in the Northern Areas. *Kuram Tangi Dam* is also in North West Frontier Province. So these are number of Dams and specially since last three, four years, then General Pervez Musharraf was the Chief Executive of the country at that time, a special focus was given on the water resources of the country and a number of projects have been started and country would benefit and our agriculture sector would benefit which will ultimately help us in improving our economy. So, Mr. Chairman.....

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔ وہ آپ کو information دے رہے ہیں۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! وہ resolution oppose ہی نہیں کر رہے۔ support کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ہاں support کر رہے ہیں۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: As far as I am concerned, Is upport this Resolution in that respect.

جناب چیئرمین: سب کی support ہے۔ آپ سب بولیں۔ اکرم صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اکرم: شکریہ، جناب چیئرمین! میں شکر گزار ہوں ---

چوہدری محمد انور بھنڈر: کیونکہ یہ mover ہیں۔ ویسے یہ oppose نہیں ہوا---

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، یہ کچھ points raise کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے speech کرنی ہے یا ویسے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اکرم: نہیں، نہیں speech نہیں کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ points پیش کریں۔ کیونکہ انہوں نے move کیا ہے۔

جناب محمد اکرم: ایک تو معزز وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی تفصیل سے گورنمنٹ کا نقطہ نظر بنایا۔ میں صرف اس میں دو تین چیزیں add کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے جناب چیئرمین! کہ بلوچستان میں پانی کی کمی کا مسئلہ ہے۔ یہ کئی سالوں سے رہا ہے اور اس میں بلا شبہ گورنمنٹ نے کافی اقدامات کیے جب بھی بلوچستان اس مشکل سے گزرا ہے۔ اس میں گورنمنٹ نے کافی اقدامات کیے، لوگوں کی مالی امداد بھی کی، خوارک بھی پہنچائی، دوائیاں بھی پہنچائیں۔ میں اس پر جو زور دینا چاہ رہا ہوں وہ اس لئے کہ اس کا کوئی مستقل قسم کا انتظام ضروری ہے کیونکہ ہمیشہ یہ سلسلہ چلتا رہا ہے اور جب بھی کوئی planning ہوتی ہے جب بھی کسی قسم کا کوئی بندوبست کیا جاتا ہے تو وہ عارضی طور پر ہوتا ہے۔ اگر پلاننگ ہو بھی جاتی ہے تو اس کی implementation جو ہے اس میں کوئی sincerity نہیں ہوتی۔ جس کی وجہ سے مسئلہ اپنی جگہ پر کھڑا رہتا ہے۔ ایک تو میں چاہوں گا کہ اس پر لوگوں کو ذرا بولنے کا موقع دیا جائے تاکہ سب اپنے اپنے input دیں کیونکہ اس پر کافی لوگ interested ہیں اور کہنا چاہ رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی نے جو amendment کی بات کی ہے۔ میں اس کے اندر صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہرصوبے کے لیے کوئی نہ کوئی طریقہ کار ہوگا اور اس کے مطابق ہرصوبے کے لیے کیا جا سکتا ہے۔ اس کو مہربانی کرکے صرف بلوچستان تک focus رکھیئے۔ کیونکہ بلوچستان اس میں کافی affected رہا ہے اور ضرورت ہے کہ اس پر خاص توجہ دی جائے بجائے اس کے کہ ہم اس کو بڑھا کر کسی اور صوبے یا کسی اور علاقے کی بات کریں۔ وہ بھی ضروری ہیں، اس کو بھی بے شک لے آئیں، دوبارہ اس کو table کردیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے۔

جناب چیئرمین: بابر غوری صاحب۔

جناب بابر خان غوری: جناب! چونکہ یہ oppose نہیں ہوا ہے لہذا اس کو House میں لے آئیں اور ووٹ کرا لیں تاکہ اس کو unanimously پاس کر لیا جائے۔ اس پر بحث

نہیں ہو سکتی کیونکہ already move ہوا ہوا ہے۔ oppose ہوتا ہے تو debate ہوتی ہے۔ اگر یہ oppose ہوتا تو debate ہوتی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھئے rules کے حساب سے --- it should be put بھنڈر صاحب! اب چونکہ ممبر صاحبان بولنا چاہ رہے ہیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! گزارش یہ ہے کہ جب بھی کوئی Resolution یا Motion آتا ہے، اگر وہ oppose ہو تو debate ہوتی ہے۔ اگر oppose ہی نہیں ہوگا اور Resolution یا Motion جو ہے وہ approve ہو رہی ہے تو پھر normally discussion نہیں ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ I think یہ ان کی suggestions ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد۔ بھنڈر صاحب نے جو سوال اٹھایا ہے، rules کے بارے میں clear ہونا چاہیے کہ جہاں تک adjournment motion کا تعلق ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کو oppose کیا جائے تو بحث ہوتی ہے اگر قبول کر لیا جائے تو اس کے لئے وقت طے کیا جاتا ہے۔ جہاں تک resolution کا تعلق ہے، resolution کو اس طریقے سے oppose نہیں کیا جاتا، قاعدہ وہی ہے جو انہوں نے آخیر میں کہا یعنی mover کے بعد ایوان کے دوسرے افراد مختصراً اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور پھر وزیر صاحب تقریر کرتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ نہیں ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ ارکان اس issue کے بارے میں مشورے دے سکیں تاکہ وزیر اور حکومت کے سامنے عوامی نقطہ نظر آ سکے۔ یہ اس کا اصل مقصد ہے۔ اس لئے adjournment motion اور resolution کو confuse نہ کریں۔ صحیح چیز یہ ہے کہ اکرم صاحب کا بڑا اہم resolution ہے۔ اس پر discussion شروع ہوئی ہے۔ ہم نے business commence کیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے ارکان جو بولنا چاہتے ہیں انہیں موقع ملنا چاہیے۔ اس کے بعد وزیر صاحب sum up کریں اور ووٹ کر لیا جائے یا unanimously accept کر لیا جائے۔ یہ قائدہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آپ نے خود ہی اس resolution سے پہلے وقت بھی طے کر لیا کہ پانچ پانچ منٹ ممبرز بولیں گے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے وہ کرلیں گے۔ آپ تقریر کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ۔ جناب میرا point of order ہے۔ جناب چونکہ Minister for Communication جا رہے ہیں۔ سب سے پہلے تو وہ ہمارے دوست ہیں، بھائی ہیں بابر غوری صاحب، ہم کافی عرصے سے، سات آٹھ سال سے پارلیمنٹ میں رہے ہیں۔ بابر غوری صاحب محنتی ہیں، پر عزم ہیں، نوجوان ہیں۔ ہم سب سے پہلے تو ان کو مبارکباد دیتے ہیں اور یہ امید کرتے ہیں کہ وہ کم از کم اپنی منسٹری میں دوسری منسٹریوں سے تھوڑا سا ہٹ کر کچھ تبدیلی کی گنجائش پیدا کریں گے اور اس کو زیادہ peoples friendly بنانے کی کوشش کریں گے۔ ان کی وزارت سے متعلق اس وقت ایک اہم مسئلہ بلوچستان میں کافی زیر بحث ہے اور اس کے اوپر لوگوں کے کافی تحفظات ہیں جو گوادر پورٹ پروجیکٹ سے متعلق ہیں۔ اور اس کے متعلق صرف عوام میں تشویش اور تحفظات نہیں ہیں بلکہ حکومت خود confusion کا شکار ہے۔ میں آپ کو گن کر بتاؤں کہ جب سے May 2002 میں گوادر پورٹ پروجیکٹ کا منصوبہ sign ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک گوادر پورٹ اتھارٹی کے نام سے ایک body بنی، وہ body اپنی جگہ پر ہے جس کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ اس کے بعد اس پر ایک اور body Gawadar Development Port Authority بنی اور اس کے بعد ---

جناب چیئرمین۔ چونکہ منسٹر صاحب نے جانا ہے لہذا آپ to the point بات کریں۔

ثناء اللہ بلوچ۔ اس کے علاوہ جناب! ایک ادارہ ہے جس کو Gawadar Development Authority کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور body بنی ہے جس کو Coastal Development Authority کہتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی بڑی confusion پائی جاتی ہے، مقامی لوگوں میں بھی تحفظات ہیں۔ کافی دفعہ نرم اور سخت لہجے

میں ہم نے اس کا اظہار بھی کیا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ محترم وزیر صاحب آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے اختیارات لے لئے ہیں، لہذا اس سلسلے میں وہ کیا اقدامات کریں گے کہ بلوچستان کے coast میں پائی جانے والی تشویش کو ختم کیا جا سکے خاص طور پرگوادر پورٹ سے متعلق بڑی بڑی جعلی Housing Schemes ہیں۔ Golden Palm Housing Scheme جعلی ہے جس کی زمین کا تنازعہ رہتا ہے، پچاسی لاکھ روپے میں اس کا ایک پلاٹ بک رہا ہے۔ Creek Housing Scheme ہے جو جعلی ہے۔ لوگوں سے گوادر کے نام پر پیسہ بٹورا جا رہا ہے۔ ان تمام معاملات کو ہمارے بھائی بابر غوری صاحب کس طرح دیکھیں گے۔ ان مسائل کو کس طرح حل کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی کمیٹی بنائیں یا سینیٹ کو کم از کم اعتماد میں لیں۔

جناب چیئرمین۔ وزیر صاحب کو سن لیں۔

جناب بابر خان غوری ۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں پہلے اپنے محترم دوست کا شکریہ ادا کر دوں اور خاص طور پر میں بہت خوش ہوا کہ نوجوان کہہ دیا۔ بہرحال انہوں نے حوصلہ افزائی کی ہے اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ بلوچستان یا پاکستان کے کسی بھی صوبے کے عوام کو کوئی بھی تکلیف ہوگی تو میں حاضر ہوں اور خاص طور پر عوام کی بہتری کے لئے گوادر کے پروجیکٹ پرخصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ جہانتک انہوں نے کہا ہے کہ اعتماد میں لیا جائے، انہوں نے کچھ ایسے issues اٹھائے ہیں جو صوبائی حکومت سے متعلق ہیں لیکن ہماری وزارت سے متعلق جو بھی issues ہیں، تمام ممبران چاہے ان کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہو یا اپوزیشن کی طرف سے، سب کو ہم اعتماد میں لیں گے اور میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ بہت جلد اپنے اراکین سینیٹ کو ہم گوادر لے کر جائیں گے تاکہ ان کو بریف کریں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور جو ان کی تجاویز ہوں گی ان پر ضرور غور کیا جائے گا اور کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے وہاں کے عوام کو کوئی تکلیف ہو، ہم ان کی بہتری کے لئے کرنا چاہ رہے ہیں۔ گوادر اگر بنے گا تو وہاں کے جو غریب عوام ہیں اور وہاں کے جو لوگ ہیں، جو مسائل کا شکار ہیں اور جو وہاں کے پسے ہوئے لوگ ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں کیبنٹ نے بھی یہ decision دیا ہے کہ گوادر میں لوگوں کو ایک سے پندرہ تک جو نوکریاں دی جائیں گی وہ وہیں کے لوکل لوگوں کو

دی جائیں گی۔ تو ان کو چاہیئے کہ یہ appreciate کریں، ہم لوگ بہت اچھے اقدامات کر رہے ہیں۔ جہاں بھی کوئی ان کی مثبت تجاویز ہوں گی، میں assurance دلاتا ہوں ثناء بلوچ صاحب کو، تمام اپوزیشن کے اراکین کو کہ ان کی تمام تجاویز پر ہم ضرور غور کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ یہ ساتھ چلنا چاہیں تو ضرور چلیں۔ جو لوگ گوادر visit کرنا چاہتے ہیں مشاہد حسین صاحب کے پاس اپنے نام لکھوا دیں تاکہ delegation جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ سب کو گوادر کا visit کروائیں اور سب کو اعتماد میں لیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr Mohim Khan Baluch on the commenced resolution please.

جناب مہیم خان بلوچ: مہربانی۔ جناب چیئرمین صاحب! میرے معزز منسٹر صاحب نے بڑے اچھے انداز میں بلوچستان کے water کے مسئلے پر ایک رپورٹ پیش کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان اس ملک کا ایک بہت بڑا رقبہ ہے اور اس وقت بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پورے پاکستان کا 46% area ہے۔ لیکن میرے فاضل منسٹر صاحب نے جو بیان کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر بلوچستان میں پانی کا مسئلہ اور وہاں پر موجود زمین کے تناسب کے حوالے سے پانچ فیصد بھی انہوں نے بیان نہیں کیا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں اس وقت district Bela کو لیتا ہوں جو کراچی کے نزدیک ہے۔ حب سے لے کر بیلا تک کم ازکم تقریباً 170 کلومیٹر تمام کا تمام آباد علاقہ ہے، میدانی علاقہ ہے اور یہاں زیر زمین پانی بھی موجود ہے اور اس کے چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں۔ جب بھی بارش ہوتی ہے تو یہ سارا پانی ضائع ہو کر سمندر کی طرف چلا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس پانی کو reserve کرنے اور اس پر بند باندھنے کے اقدامات کئے جائیں تو پورا علاقہ زیر کاشت آئے گا اور زیر زمین پانی کی جو پہلے سے مقدار موجود ہے وہ بھی زیادہ ہوگی۔ اس کی مثال حب ڈیم ہے، حب ڈیم ایک ڈیم بنایا گیا اور اس حب ڈیم سے اس وقت کراچی شہر کو کافی پانی پینے کے لئے مل رہا ہے اور اس کا تقریباً 45% زمینداروں کو دیا جاتا ہے۔ بہت بڑی ایک belt تقریباً بیس تیس کلومیٹر اسی پانی سے کاشت ہوتی ہے اور کافی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ جائیں مکران کی طرف، اسی بیلے سے جب

پہاڑی علاقہ ختم ہوتا ہے اس کو ہم کوہلو کہتے ہیں۔ کوہلو ایک بہت بڑا میدانی علاقہ ہے۔ بہت مشہور ہے۔ پہلے زمانے میں بارشوں سے اتنی فصلیں ہوتی تھیں کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں ہے اور اسی کے ساتھ ایک بہت بڑا ڈنڈار کا علاقہ آتا ہے، ڈنڈار کے بعد آواران آتا ہے، ایک پورے ڈسٹرکٹ میں یہ علاقہ آتا ہے لیکن وہاں کوئی آبی وسائل نہیں ہیں۔ پانی کو reserve کرنے کے لئے کوئی انتظامات نہیں ہیں۔ اس کے بعد میرا اپنا آبائی ڈسٹرکٹ خاران ہے اور خاران بلوچستان میں area کے لحاظ سے سب سے بڑا district ہے اور وہاں کا میدانی علاقہ جو زیر کاشت ہے چاہے بارشوں کے پانی سے یا آج کل جو تھوڑے بہت ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں، میں کہتا ہوں کم سے کم 250 کلومیٹر ماشکی تک ساری زمین میدانی ہے اور زیر کاشت زمین ہے لیکن افسوس کہ وہاں بجلی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ پورے خاران میں پانی بھی زیر زمین موجود ہے اور زمین بھی بہت زرخیز ہے لیکن صرف اور صرف دس فیصد علاقہ میں بجلی موجود ہے جس کی مدد سے agriculture کی جارہی ہے باقی تمام زمین ضائع ہورہی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ پانی بھی موجود ہے اور زرخیز زمین بھی ہے لیکن وہاں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ میں نوشکی ڈاک کو لیتا ہوں کہ نوشکی ڈاک کم از کم ساٹھ ستر کلومیٹر ہے۔ پشین کا پانی، زیارت کا پانی، کوئٹہ شہر کا پانی، پورے قلات اور مستونگ ڈسٹرکٹ کا پانی نوشکی ڈاک کو چلا جاتا ہے اور سب پانی ضائع ہو جاتا ہے اور وہاں کوئی بند نہیں ہے، کوئی سلسلہ نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ زمین اور پانی ضائع ہوتا ہے اور وہاں صحیح کاشت نہیں ہوتی۔ اسی کے ساتھ ڈیرہ بگٹی اور لیاڑی کا علاقہ ہے۔ اگر یہاں سے کوئی کمیٹی جا کر دیکھے تو ایک بہت بڑا علاقہ ہے اور مون سون کی بارش اس علاقے میں بہت ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود سارا پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ وہاں کوئی proper زمینداری نہیں ہے۔ کوئی ڈیم نہیں ہے جب بھی بارش ہوتی ہے سارا پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ضلع پشین ہے۔ ضلع پشین بھی ایک بہت بڑا علاقہ ہے، خوشدل خان ایک ڈیم وہاں پر بنایا گیا ہے۔ اسی ڈیم سے آس پاس کی آبادیاں پانی بھی بھرتی ہیں اور اسی سے زمین بھی سیراب کی جاتی ہے۔ اگر خوشدل خان جیسے ڈیم دوسرے علاقوں میں بھی تعمیر کئے جائیں تو وہاں کے باغات بھی بڑھیں گے اور زیر زمین پانی بھی بلند ہوگا، وہاں کی زمینیں جو بنجر پڑی ہیں وہ بھی زیر کاشت آئیں گی۔

میرے دوست لطیف کھوسہ صاحب نے ڈیرہ غازی خان کی بات کی ہے، یقینی طور پر ڈیرہ غازی خان، پورا ڈویژن، کشمور سے لے کر تونسہ تک، پھر تونسہ سے لے کر کوہ سلیمان تک، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بہت زیادہ زرخیز زمین خالی پڑی ہے۔ میں کہتا ہوں ان تمام علاقوں میں اگر چھوٹے اور بڑے ڈیم بنائے جائیں اور ساتھ ساتھ میں اپنے وزیر موصوف سے کہتا ہوں کہ جہاں جہاں بجلی پانی موجود ہے، زمین موجود ہے، جیسے میں نے خاران کی بات کی، واپڈا کی ٹیم وہاں پر جائے، سروے کرے، جب وہاں پر زمین بھی موجود ہے، پانی بھی موجود ہے تو وہاں کے علاقے کو بجلی بھی دی جائے تاکہ وہاں کے علاقوں میں زمینداری بڑھ سکے۔

جناب چیئرمین : مہیم صاحب! ختم کریں تاکہ دوسرے بھی بات کر سکیں۔

جناب مہیم خان بلوچ : مہربانی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین : جناب رضا محمد رضا۔

جناب رضا محمد رضا : جناب چیئرمین! میں اکرم صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے انتہائی اہم resolution move کیا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمیں بلوچستان میں، وہاں کے پشتون، بلوچ، علاقوں میں، پانی کے ذخیرہ کے لئے ڈیم کا انتظام کرنا چاہیے۔ میں شیر پاؤ صاحب کے علم میں یہ بات لاؤں کہ بلوچستان مجموعی طور پر اور بالخصوص اس کا پشتون علاقہ ایسے پلیٹو پر واقع ہے کہ اس کے چاروں طرف river basin نکلتا ہے اور ہمارے بدقسمت صوبے کا انتہائی دیرینہ مطالبہ ہے کہ اس صوبے میں زراعت کی ترقی کے لئے کروڑوں ایکڑ قابل کاشت اراضی کو زیر کاشت لانے کے لئے آپ وہاں کا بارانی پانی ذخیرہ کریں۔ آپ اس کو چولستان، ایک خشک علاقہ نہ سمجھیں۔ یہ مون سون کی range میں ہے۔ بہت بڑے پیمانے پر بارشوں کا ایک سلسلہ ہے۔ ملین ایکڑ فٹ کے حساب سے پانی ضائع جا رہا ہے۔ اس کے لئے جب فاروق لغاری صاحب صدر تھے، اس وقت بلوچستان کی گورنمنٹ نے ایک تجویز دی تھی کہ آپ اس صوبے میں، اس کے پشتون علاقوں اور بلوچ علاقوں آپ اٹھارہ ایکڑ ملین فٹ پانی ذخیرہ کرنے کا انتظام کریں۔ ہماری پارٹی کی اس وقت تجویز یہ تھی کہ مرکز رحم فرماتے ہوئے ایک سال کے لئے اس اہم ترین موضوع پر صرف ایک ارب روپے خرچ کرے، لیکن سالوں کے بعد پشتون علاقے کے لئے ایک سبک زئی ڈیم کا اعلان ہوا تھا۔ جس کا بڑے فخر سے جنرل صاحب نے اعلان کیا اور اس کو mega project

قرار دیا۔ اب شیرپاؤ صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی حکومت میں سبک زئی ڈیم اب mega project نہیں رہا۔ اس کی بلندی کم کی گئی ہے۔ اس کا command area 30,000 acre تھا جو اب صرف چھ ہزار رہ گیا۔

اس کے علاوہ جو دریائے ژوب کا river basin ہے یہ تین سو کلومیٹر سے زیادہ کا علاقہ ہے۔ جو آپ گومل ڈیم بنا رہے ہیں اس کا زیادہ تر پانی ژوب دریا کا ہے۔ اس کا جو معاون river basin ہے، اس پر سبک زئی ڈیم بن رہا ہے اس کے ساتھ تلیا زئی ہے، وہی ہے جو ژوب اور قلعہ سیف اللہ میں نکلتے ہیں۔ سہڑ ایک بہت بڑا river basin ہے جو لورالائی اور خاران اضلاع کو cover کرتے ہوئے سبی پر نکلتا ہے۔ اسی طرح ان اضلاع سے ژوب اور موسیٰ خیل سے یعنی آپ کے ڈیرہ اسماعیل خان اور ڈیرہ غازیخان کے river basin نکلتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئٹہ کی طرف جو پشین کا دریا نکلتا ہے، جس کو پشین لہڑا کہتے ہیں اور اس کے علاوہ بولان کا catchment area ہے جو ناڑی ہے، جو مشتونگ پر نکلنے والا شوراروز ہے، میں کتنے آپ کو گنواؤں۔ ہر ایک میں یہ گنجائش ہے کہ بہت کم رقم خرچ کرنے سے وہاں پر پانی ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔

اب میں یہ request کرتا ہوں کہ ہم نئے dam مانگ رہے ہیں، ہوٹے ڈیم، چیک ڈیم، delay action dam بند آب کی صورت میں اور آپ سے درخواست کر رہے ہیں کہ آپ انتظامات کریں۔ اس طرح سے صوبے کی طویل قحط سالی ختم ہوگی۔ اس ملک سے اناج کے بحران کا خاتمہ اس طرح ہوگا کہ آپ وہاں پر قدرتی پانی کو ذخیرہ کریں۔ جب ہم ڈیموں کا مطالبہ کرتے ہیں، آپ ہمیں طفل تسلیاں دیتے ہیں۔ سالوں کے بعد ہم یہ کریں گے تو پھر آپ کی غربت ختم ہوگی۔ آپ نے سبک زئی ڈیم کا اعلان کیا ہے۔ آپ عوام کو کیوں دھوکہ دے رہے ہیں اور ان کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ آپ کا جنرل اعلان کرتا ہے۔ ہمارا یہ اکلوتا وزیر ہے۔ اس کی موجودگی میں اگر ہمارا ڈیم ختم ہوتا ہے یا ناکام ہوتا ہے، اگر سبک زئی ڈیم نہیں بنتا ہے تو بڑے شرم اور افسوس کا مقام ہوگا۔ جب ایک پشتون وزیر ہے اور اس میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ پشتون علاقوں میں ایک ڈیم بنا سکے تو یہ ایک افسوسناک اور شرمناک مقام ہوگا۔

جناب چیئرمین! آپ کالاباغ ڈیم بنانے کا کہتے ہیں ---

جناب چیئرمین: رضا صاحب آپ ختم کریں اور بھی بولنے والے ہیں۔

جناب رضا محمد رضا: جناب! بس ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں ۔ کالاباغ سے نیچے میں یہ کہوں گا کہ گدو بیراج تک ایک سو سولہ چھوٹے بڑے river basin ہیں جو وزیرستان، ژوب اور موسیٰ خیل وغیرہ کی پہاڑیوں سے نکلتے ہیں اور یہ وہ تمام علاقے ہیں جس میں پانی کے ذخیرے کا مسئلہ ہے۔ کبھی کینال کی بات کر رہے ہیں۔ کبھی اگر آپ نے سائنسی انجینئرنگ قانون کے تحت بنانا ہے تو پہلے آپ چشمہ جائیں۔ آپ اس کے الٹ جا رہے ہیں جس سے اس کے بہاؤ کی طاقت کم ہوگی ۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ ہمیں بڑے بڑے projects نہیں دیں گے ۔ آپ سال میں صرف ایک ارب روپے خرچ کرکے دکھا دیں ۔ یہ کوئی بڑا مطالبہ نہیں ہے ۔ پشتون علاقوں میں صرف آپ ایک سال میں ایک ارب روپے خرچ کرکے دکھائیں۔ آپ سے اٹھارہ ملین روپے صوبے کی حکومت نے بارہ ملین ایکڑ پانی ذخیرہ کرنے کے لئے مطالبہ کیا ہے لیکن کوئی انتظام نہیں۔ یہ اکرم صاحب کی مہربانی ہے کہ وہ اس مسئلے کو اس مقدس ایوان میں لائے ہیں ۔ لیکن ہمیں آپ طفل تسلیاں دے کر جان چھڑائیں گے ۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ ہمارے صوبے میں، پشتون، بلوچ علاقے کے علاوہ تمام فاٹا کے علاقے میں ، آپ کا اب دعویٰ بھی ہے کہ اس کو develop کرنا ہے ، ترقی کوئی نہیں ہوگی ، آپ وہاں کوئی انڈسٹری نہیں بننے دیں گے ، وہ گدون امازئی والی انڈسٹری بس کافی ہے۔ آپ ہماری فطری معیشت زراعت جس سے ہمارا مال مویشی اور دیگر سب کچھ وابستہ ہے، آپ اس طویل قحط سالی کے خاتمے کے لئے ڈیم بنائیں جن کو ہم propose کرسکتے ہیں سیلیا ڈیم، طوئی خیل ژوب کے علاقے میں ، موسیٰ خیل کے علاقے میں طوئی کے مقام پر آپ بنا سکتے ہیں ۔ ہر ایک river basin پر آپ چھوٹے بڑے ڈیم بند اب بنا سکتے ہیں ۔ تو یہ ہماری درخواست ہے کہ اس کو خصوصی انداز میں لیا جائے ۔ اور اس کو صرف قرارداد پاس کرنے تک محدود نہ کریں ۔ یہ ایوان ، حکومت کو اس مسئلے کے حل کے لئے اقدامات کرنے پر دباؤ ڈالے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے ۔ شکریہ ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر اسمعیل بلیدی ۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین، بلوچستان کے لئے یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ وزیر صاحب نے جو اعداد و شمار circulate کئے ان میں کچھ ایسے ڈیم تھے جو میرے حلقے کے ہیں لیکن وہ ابھی تک start نہیں کئے جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ وہ complete ہونے کے قریب ہیں۔ میرا وزیر صاحب سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنے محکمے کے افسران کو ہدایات جاری کریں کہ وہ ان کو صحیح معلومات دیا کریں۔ کیونکہ یہ مقدس ایوان ہے، یہاں پریس والے بھی ہیں اور دنیا بھی سن رہی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے ساتھیوں نے بلوچستان کے جن علاقوں کا ذکر کیا ہے تو آج تک ہمیں جو میرانی ڈیم کا حوالہ دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گوادر کا جو پروجیکٹ ہے، روڈ بن رہی ہے تو اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو پانی دینے کی خاطر۔۔۔چونکہ وہاں پچاس لاکھ، بیس لاکھ یا تیس لاکھ کا ایک شہر بن رہا ہے۔ چونکہ وہاں پر حکومت کو internationally ضرورت ہے۔ اور ہمیں یہ کہا جا رہا کہ جی یہ مکران کے لئے ہے۔ پتا نہیں جب ہم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تو یہ ڈیم کی بات کی جا رہی تھی۔

جناب چیئرمین! آپ وہاں جائیں اور دیکھیں، وہاں پانی بالکل ضائع ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے ڈیم ہیں۔ بڑی بڑی ایسی suitable and feasible sites ہیں کہ اگر آپ ان کو دیکھ لیں تو آپ کو افسوس ہو گا کہ یہاں پاکستان کو 20 سال پہلے ڈیم بنانا چاہیئے تھا لیکن ہماری کوئی سنتا نہیں ہے اور ہمیں ہر وقت نظر انداز کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے چار بھائی ہیں جن میں سے تین کی آنکھوں میں سرمہ ڈالا جاتا ہے اور ایک بھائی کی آنکھوں میں مٹی ڈالی جاتی ہے۔ جناب آفتاب شیر پاؤ ایک پس ماندہ صوبے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اگر ان کی وزارت کے دوران ہمیں نظر انداز کیا گیا جیسے گزشتہ سالوں میں ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور اس کی تلافی نہ کی گئی تو پھر ہم اسے اپنی بدقسمتی سمجھتے ہیں۔

جناب والا! مکران اور خضدار کا جو علاقہ ہے وہاں ابھی بھی کئی ایسی آبادیاں ہیں جہاں ہماری مائیں اور بہنیں پانی کی بالٹیاں کندھوں پر رکھ کر 5 سے 10 کلومیٹر تک کے فاصلے سے لے کر آتی ہیں، تو کیا وہ انسان نہیں ہیں؟ وہ اس ملک کی رہنے والی نہیں ہیں؟ ان بے چاروں کو اس

لئے کوئی نہیں پوچھتا اور ان کے لئے ڈیم اور پانی کا انتظام اس لئے نہیں کیا جاتا کہ وہ دور دراز کے علاقے میں رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آبادی کم ہے۔ اگر 50 گھر ہیں تو ان کے لئے نہ ہسپتال ہے، نہ پانی کے ڈیم کا بندوبست ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ وہاں 50 گھر ہیں اور 100 گھر نہیں ہیں۔ آیا یہ کوئی انصاف ہے کہ وہ جو بچارے پہاڑوں میں رہتے ہیں، قحط سالی کا شکار ہیں، وہاں 5، 6 سال سے بارشیں نہیں ہوئی ہیں، ان کے لئے drought programme کے تحت ایک بڑی رقم پاکستان کو باہر سے بھی ملی تھی لیکن میرے خیال میں ایک ارب دیا گیا ہے جس کا میں نے ابھی پتا کیا ہے اور 50 کروڑ بھی خرچ نہیں کیا گیا ہے تو رضا خان نے جو بات کی تھی وہ یقیناً حقیقت پر مبنی ہے، وہاں بھی ڈیم کی ضرورت ہے۔

جناب والا! اگر ہمیں 50 سال کا figure بتایا جائے کہ دوسرے صوبوں کو اس مد میں کتنا پیسہ دیا گیا ہے اور کتنے کا مرکز قرضدار ہے، اگر وہ ہمارے 55 سال کا قرض ادا کریں تو ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ یہ جو انہوں نے ڈیم بنائے ہیں یہ تو ناکافی ہیں۔ ایک میرانی ڈیم کا وہ جو حوالہ دیتے ہیں، وہ بلوچستان کے لئے کافی نہیں ہے۔ وہاں پر جناب storage of water کی وجہ سے ہماری زمینوں کی پانی کی سطح بالکل نیچے چلی گئی ہے۔ اگر ہم ابھی سے اس کا بندوبست نہ کریں تو وہاں 15، 20 سالوں کے بعد پینے کا پانی بھی نہیں ہو گا اور پانی کی سطح 600، 800 فٹ تک نیچے چلی جائے گی۔

جناب والا! یہ بہت اہم issue ہے، اس پر سینیٹ کی کمیٹی تشکیل دی جائے جو وہاں جا کر معائنہ کرے کہ کس کس area میں ایسی بری حالت ہے۔ میں اس کے لئے وزیر صاحب کو بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہمیں مطمئن کریں اور جو ہمارا حق ہے اس معاملے میں، وہ ہمیں دیا جائے۔ میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور میں تجویز کرتا ہوں کہ ایک متفقہ قرار داد وزارت کو بھی جائے اور آفتاب شیر پاؤ سے ہم امید رکھتے ہیں، وہ بڑے با اصول اور با اختیار وزیر سمجھے جاتے ہیں، وہ ہمارے ساتھ اس میں پورا تعاون کریں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی جناب ثناء اللہ بلوچ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اپنے معزز رکن

اکرم صاحب کا مشکور ہوں کہ ان کا resolution وقت پر آ گیا ہے اور یہ بلوچستان کا ایک انتہائی اہم issue ہے۔ جناب والا! بلوچستان میں جو پانی کی کمی ابھی تک ہے یا بلوچستان میں water management کا جو issue ہے وہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ وہ قیام پاکستان کے فوراً بعد سے ہے۔ جو بھی اس وقت ہماری کوئی زیرک قیادت تھوڑی بہت تھی' اس نے اس کو realize کیا اور fifties میں خصوصی طور پر آسٹریلیا سے ماہرین کی ایک کمیٹی بلوائی گئی کہ وہ پاکستان اور خصوصاً بلوچستان میں جو بھی water کے issues ہیں ان کو دیکھے اور جو feasible sites ہیں ان کی نشاندہی کرے تاکہ بلوچستان میں جو 12 بلین ہیکٹر سے زیادہ پانی ضائع ہوتا ہے اس کو کسی طریقے سے محفوظ کیا جائے کیوں کہ اس وقت پاکستان کی 47% سے زیادہ livestock بلوچستان سے آتی ہے اور بلوچستان میں overall population scattered ہے اور اس میں جو پانی ضائع ہو رہا ہے اس کی وجہ سے livestock متاثر ہو رہی ہے' چراگاہیں متاثر ہو رہی ہیں اور لوگوں کی ترقی کا عمل یکسر رک سا گیا ہے اور بلوچستان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ بلوچستان میں پاکستان کے سب سے زیادہ بارش کے علاقے اور سب سے کم بارش کے علاقے بھی پائے جاتے ہیں۔

جناب والا! دالبندین بلوچستان کا وہ علاقہ ہے جہاں پر صرف سات ملی میٹر بارش ریکارڈ کی جاتی ہے جبکہ ژوب کے علاقے میں 276.6 milli meter بارش سالانہ ریکارڈ کی جاتی ہے۔ اگر بلوچستان کے مختلف علاقوں میں ہونے والی بارش کے پانی کو صحیح طریقے سے محفوظ کیا جاسکے تو بلوچستان کو بہت بڑی قحط سالی سے بچایا جاسکتا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ اندازہ لگائیں کہ 2001 میں جب دنیا اکیسویں صدی کا جشن منا رہی تھی تو بلوچستان میں drought کی وجہ سے تین ہزار سے زائد اموات ہوئیں جو یقیناً کسی بھی ملک کے لئے نیک شگون نہیں ہے' ایک اچھی بات نہیں ہے اور خصوصاً چاغی اور خاران کے علاقے اس سے بڑے affected تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ drought کا ایک spell تھا' چھ سات سال تک بارشیں نہیں ہوئیں۔ جس طرح محترم جناب شیرپاؤ صاحب نے بڑا صحیح کہا کہ اس طرف کوشش اور توجہ کی ضرورت ہے لیکن یہ توجہ باعمل طریقے سے ہونی چاہیے۔ میں خود ایک Agriculture Engineer ہوں' میرا یہ شعبہ رہا ہے' میں ابھی recently India گیا ہوا تھا' ان کے دو ایک صوبوں میں جو droughts ہوئے تھے' ان کے droughts management

کے حوالے سے بھی تھوڑی سی کتابیں وہاں Book Stall سے ملیں تو میں نے پڑھا۔ پاکستان کے اندر مستقبل میں جو بارشیں ہوں گی، آپ کے دو علاقے بلوچستان کے اندر بہت بڑے fertile plains ہیں کچھی کے، دوسرے آپ کے پاس زمینیں ہیں، آپ کے دیگر صوبوں میں Indus River کے پانی کے بعد fertilizer کے بے تحاشہ استعمال سے دوسرے علاقوں میں agriculture کی growth rate کم ہوتی جا رہی ہے، اتنی زرخیز زمینیں اب نہیں رہیں۔ مستقبل قریب میں پاکستان کو اناج کے شعبے میں مفید بنانے کے لئے اس کو مستحکم بنانے کے لئے آپ کے پاس بلوچستان کی fertile land ہے۔جو بارہ ملین ایکڑ پانی ہے، اس کو آپ کس طریقے سے سنبھالیں گے، اس کو کس طرح سے manage کریں گے اور خصوصاً ہم Mega Dams کی کبھی بات نہیں کریں گے۔ Water reservoir سے ہماری جو مراد ہوتی ہے اس میں delay action dams, check dams ہیں۔ بلوچستان میں کافی feasible sites ہیں۔ Australian expertise نے، اس کے بعد کچھ Indian expertise نے، اس کے بعد پاکستان کی water and power کی ہماری Ministry نے اس پر بڑا کام کیا ہے۔ جو بھی مفید sites ہیں، رضا صاحب نے تو آپ کو سارے ندی نالوں کی سیر کروا دی، ایک ایک کا نام لیا، وقت کی کمی ہے ہم اس کی detail میں نہیں جا سکتے لیکن ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس سے ایک مسئلہ یہ بھی کم ہو جائے گا کہ بلوچستان میں اس وقت shortfall ہے electricity کا، وزیر صاحب بیٹھے ہیں مجھ سے زیادہ figures جانتے ہیں، کوئی 17800 MW سے زیادہ ہماری energy ہے، بجلی ہم پیدا کرتے ہیں ہائیڈل سے، اٹامک سے اور تھرمل پاور سٹیشن سے۔

جناب چیئرمین! اس وقت بلوچستان کو جو بجلی مل رہی ہے وہ 260MW کے قریب بھی نہیں ہے۔ آپ اگر delay action dams اور check dams بنائیں گے تو اس سے ایک تو یہ ہے کہ ہائیڈل پراجیکٹس کے ذریعے آپ بلوچستان کے لوگوں کو بجلی بھی فراہم کر سکتے ہیں۔ بلوچستان کے بائیس ضلعوں میں سے اٹھارہ ضلعے مکمل طور پر بجلی سے محروم ہیں۔ 80% دیہاتوں میں بجلی نہیں ہے۔ پانی کو صحیح طریقے سے manage کرنے، check dams بنانے، delay action dams بنانے سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد ارسا میں جو ہمارا ایک حصہ ہے، وزیر صاحب نے بڑا صحیح کہا کہ کوئی 3.87 ملین ایکڑ بلوچستان کا حصہ ارسا کے تحت بنتا

ہے اس میں سے overall 12% share ارسا کے پانی سے Indus River System
Authority کے فیصلے کے مطابق 1991 accord کے تحت بلوچستان کو 12% پانی ملنا تھا
لیکن کیونکہ بلوچستان میں کینال نہیں ہیں، river system نہیں ہے اور کچھی کینال کو اسی
لئے شروع کیا جا رہا ہے تو اس وقت بلوچستان کو صرف 3.8% ارسا سے پانی مل رہا ہے اور وہ
shortfall ہے۔ اب اس shortfall کے بدلے میں ہماری تو یہ رائے ہے کہ Ministry ایک
ہی ہے، اگر بلوچستان کو پورا پانی نہیں مل رہا تو بلوچستان کے ان علاقوں میں جہاں پانی زیر زمین
وافر مقدار میں موجود ہے وہاں پر لوگوں کو زیادہ بجلی فراہم کی جائے یا اس کا network,
distribution لوگوں کو دے دیا جائے تا کہ locally agriculture بڑھ سکے۔

جناب چیئرمین: بلوچ صاحب! وقت کا خیال رکھیں، اور بھی کافی speakers ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! میں تھوڑا سا آپ کو بتاتا ہوں، جس طرح
میرے بھائی کھوسہ صاحب نے کہا، پنجاب کے جو بلوچ علاقے ہیں جیسے ضلع ڈیرہ غازی خان، ہم
تو welcome کہیں گے اگر وہ بلوچستان کا حصہ بننا چاہیں کیونکہ تاریخی طور پر وہ بلوچستان کا
حصہ رہے ہیں اور geographical identity کی وجہ سے، یکجہتی کی وجہ سے دونوں طرف کی
زراعت ترقی کرے گی، اس میں کوئی بری بات نہیں ہے لیکن میں آپ کو سیستان، بلوچستان کی
مثال دینا چاہوں گا جو ایران کا second largest province ہے۔ 280,000 sqr. mtr. پر پھیلا
ہوا سیستان اور بلوچستان اسی طرح کا پلیٹو، اسی طرح کا region ہے جیسا ہمارا بلوچستان ہے کیونکہ
بلوچستان overall, Sub-Continent کا پلیٹو نہیں ہے it is a part of Iranian, plateau.
اس میں انہوں نے گزشتہ دس سال کے اندر بڑی aggressive policy اپنائی۔ وہاں پر پانی کو
محفوظ کرنے، پانی کو store کرنے اور پانی کو زراعت کی ترقی کے لئے استعمال کرنے کے لئے
اور کبھی ہم ایران کو یہاں سے fruit, vegetable, livestock export کرتے تھے، آج
جو livestock, food, agriculture کا products اس کی ایران سارے legally or illegally
بھی stock ہے، وہ بلوچستان میں آ رہا ہے through this border تو یہ چیز overall بلوچستان
کی economy کے ساتھ related ہے، overall بلوچستان کی economy اس پر base کرتی

ہے تو ہمیں یقین ہے کشمیر پاؤ صاحب اس Cabinet کے سب سے senior سب سے سنجیدہ اور پاکستان کے حالات کو سمجھنے والے وزراء میں سے ہیں' اس معاملے پر جس طرح میرے باقی دوستوں نے بھی یہاں تجویز دی وہ اس resolution کے بعد ایک special debate کروا کر' جو project implement نہیں ہونے ان کے لئے کوئی طریقہ کار طے کریں۔ محترم شوکت عزیز صاحب بیٹھے ہیں' PSDP میں water sector میں کچھ زیادہ پیسے رکھ کر بلوچستان میں چھوٹے reservoirs, check dams, delay action dams بنا کر ------

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب بنگزئی۔

حاجی لیاقت علی بنگزئی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں جناب اکرم ولی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایسے اہم اور حساس-------

جناب چیئرمین: تھوڑا اونچا بولئے۔

حاجی لیاقت علی بنگزئی: انہوں نے ایک اہم اور حساس مسئلے کو ایوان میں اٹھایا۔ میں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ کے علم میں ہے کہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی جھیل، جو منچھر جھیل کے نام سے مشہور ہے' وہ ہمارے پاکستان میں ہے اور سب سے مزے کی بات یہ ہے کہ پاکستان کو اگر دنیا میں امتیازی حیثیت منچھر جھیل کی وجہ سے ملی ہے تو تمام تر بلوچستان کے پانی کے حوالے سے۔ اس جھیل میں جتنا پانی آ کر جمع ہوتا ہے وہ بلوچستان کے مختلف علاقوں سے آتا ہے' ژوب سے لے کر نصیر آباد کے جتنے بھی پہاڑی سلسلے ہیں یہ پانی وہاں جا کر جمع ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے ہمیں پوری دنیا میں ایک ممتاز مقام بھی ملا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! اس وقت صوبہ بلوچستان ہمارے ملک کے 47% رقبے پر مشتمل ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے لوگ پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں۔ ظاہر ہے جب پانی کی کمی ہو گی تو ترقی اورمعیشت پر بھی برے اثرات مرتب ہوں گے۔ میرے

ایک تجویز دے رہا ہوں کہ check dams, delay action dams, mega dams اپنی جگہ پر بالکل بجا ہیں' ان پر جس قدر کام ہو وہ ہمارے لئے باعث ترقی و آبادی ہوں گے لیکن بلوچستان کی اس قدر زرخیز زمین ہیں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ملک کو زرعی اعتبار سے خود کفیل بنانے کا مصمم اور پرعزم ارادہ کرلیں تو میری دانست میں اس کا آسان ترین اور بہترین علاج یہ ہے کہ جیسے ہمارے ہمسایہ ممالک ایران اور انڈیا' دونوں زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی بجلی مفت فراہم کرتے ہیں۔ اس وقت بلوچستان میں کاریزات کا قدیم زمانے کا جو سلسلہ ہے وہ تقریباً اب معدوم ہوچکا ہے کیونکہ water level اس قدر نیچے جا چکا ہے۔ اب ہم کاریز کے ذریعے آبپاشی نہیں کرسکتے۔ میں جناب شیرپاؤصاحب کی خدمت میں بصد احترام یہ عرض کروں گا کہ وہ میرے اس مشورے کو کابینہ اور وزیر خزانہ سے ملکر آپس میں discuss کر لیں۔ جس طرح اسماعیل بلیدی صاحب نے فرمایا کہ ایک کمیٹی بنا دیں۔ بلوچستان کو اگر اس وقت زرعی مقاصد کے لئے مفت بجلی فراہم کی جائے تو انشاء اللہ میں اس ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ زرعی اجناس کے اعتبار سے نہ صرف ہم ملکی سطح پر خوشحال ہوں گے بلکہ ہم سنٹرل ایشیاء تک زرعی اجناس export بھی کرسکیں گے لیکن اس کے لئے سب سے اولین شرط یہ ہے کہ اس وقت ہم ایک bold step اٹھائیں گھریلو اور industries کے صارفین کے لئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہم انہیں بجلی مفت فراہم کریں لیکن کم از کم زرعی مقاصد کے لئے جن لوگوں کے اس وقت ٹیوب ویل چل رہے ہیں یا جنہوں نے درخواستیں دی ہیں ان کے لئے بجلی free کر دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی ترقی میں تیزی آئے گی اور ہم ایک اچھے مستقبل کی طرف گامزن ہو جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ ہم ان تینوں صوبوں کے ساتھ مل کر ایک اچھی production دیں گے۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنے سینیٹر بھائی محمد اکرم صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کروں گا کہ انہوں نے ایک ایسا resolution پیش کیا جو سیاسی یا حزبی نہیں بلکہ فی الحقیقت ملی اور قومی ہے۔ بلاشبہ ہمارا focus اس وقت

سینیٹر بھائی محمد اکرم صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کروں گا کہ انہوں نے ایک ایسا resolution پیش کیا جو سیاسی یا حزبی نہیں بلکہ فی الحقیقت ملی اور قومی ہے۔ بلاشبہ ہمارا focus اس وقت بلوچستان پر ہے جو ایک نسبتاً پسماندہ علاقہ ہے اور اس اعتبار سے زیادہ مستحق ہے کہ اس کی ترقی پر توجہ دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی spirit میں ایوان کے مختلف ارکان نے بڑے قیمتی مشورے دیئے ہیں۔ میں بھی یہ چاہوں گا کہ چند گزارشات اس پہلو سے آپ کے توسط سے حکومت کی جانب پیش کروں۔

پہلی بات یہ سامنے آنی چاہیئے کہ پانی انسان کی ایک نہایت ہی بنیادی ضرورت ہے۔ اسلام نے جن بنیادی ضروریات کو ہر فرد کا حق قرار دیا ہے اس میں خوراک، پانی، لباس، تعلیم اور مکان ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے ہجرت کے بعد ایک اہم کنواں جس پر یہودیوں کا قبضہ تھا اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کو کئی مشکلات پیش آ رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ دعوت دی کہ اس کو خرید کر صرف اپنے لئے نہیں بلکہ سب کے لئے عام کر دیا جائے۔ بیرِ عثمان جو ایک تاریخی ادارہ ہے اس کا تعلق اسی واقعہ سے ہے۔ اس کے بعد سے لے کر آج تک مسجد، مدرسہ اور کنواں یہ تین بنیادی چیزیں رہی ہیں جن کو مسلمانوں نے اپنی planning میں، اپنی حکمت عملی میں مرکزی اہمیت دی ہے۔ آج ہم ان چیزوں کو بھول گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مغربی محققین جو رپورٹیں پیش کر رہے ہیں اس سے ہم ان چیزوں کی اہمیت کو discover کر رہے ہیں۔ یہ ہماری بنیادی ضرورت ہے۔ ہماری planning, ہماری منصوبہ بندی، علاقائی ہو، صوبائی ہو یا مرکزی ہو، اس میں اس کو بنیادی اہمیت حاصل ہونی چاہیئے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج تیل کے مسئلے پر دنیا میں بڑی لے دے ہے لیکن جتنی تحقیق اس وقت دنیا میں ہو رہی ہے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگلے ۵۰ سال میں سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہوگا اور آئندہ جنگیں پانی پر ہوا کریں گی۔ اس لئے آج ہمیں اس کے لئے planning کرنے کی، تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح food security کا مسئلہ بھی ہے اور پانی کی فراہمی اس کے لئے بھی ضروری ہے اور انسانی جانوں کے تحفظ کے لئے بھی ضروری ہے۔ بلوچستان ہی نہیں پورے ملک میں پانی کے مختلف پہلو ہیں لیکن ان میں سب سے پہلی ضرورت ہر فرد کے لئے صاف پانی drinkable water ہے۔ اس کے بعد

پھر مویشیوں کے لئے پانی اور پھر زراعت جس میں horticulture، fruits، live stock بھی آتے ہیں۔ اس پہلو سے پانی کا مسئلہ بڑا مرکزی مسئلہ ہے۔ بلوچستان میں کاریز کا بڑا تاریخی سلسلہ تھا لیکن مختلف وجوہ سے آج وہ پوری طرح effective نہیں رہا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ جو چیز ہزاروں سال پہلے develop کی گئی تھی، آج کے حالات کی مناسبت سے اس کو maintain کرنا، اس کو renovate کرنا اور اس کو ایک نئی شکل دینے کا کام نہیں کیا گیا۔ خاص طور پر آزادی کے ان پچاس پچپن سالوں میں ہم نے اس طرف توجہ نہیں دی ہے۔

میں mega projects کے خلاف نہیں ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ mega projects کی جو cost effectiveness ہے وہ اتنی نہیں ہے جتنی ہمیں بتائی جاتی ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ mega projects کے ساتھ ساتھ چھوٹے projects جن میں ٹیوب ویل، کاریز، چھوٹے reservoirs اور ایسے dams ہوں کہ جو limited بجلی پیدا کر سکیں اور irrigation کے لئے استعمال کئے جا سکیں۔ یہ تمام چیزیں ضروری ہیں اور اس کے لئے سب سے پہلی ضرورت ایک ایسے scientific servey کی ہے جس سے ہم identify کرلیں کہ کون کون سے مقامات اس کے لئے مفید ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے sub-soil water کے بے پناہ resources ہمیں دیئے، یہ ہمارا کام ہے کہ اس کو discuss کریں اور develop کریں اور اس کے لئے صحیح technology استعمال کریں۔ آج ایسی technology موجود ہے کہ جو چھوٹے چھوٹے محلوں میں، گاؤں میں، local resources کو استعمال کر کے بھی استعمال ہو سکتی ہے، ہم gas کے ذریعے جہاں بجلی نہیں ہے وہاں ان چیزوں کو کام میں لا سکتے ہیں۔ صرف vacuum technology کے ذریعے سے آج یہ کام کئے جا رہے ہیں اور پھر ساتھ ساتھ یہ ہے کہ بجلی اور زراعت دونوں کو ایک ساتھ لایا جا سکتا ہے۔

اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں صحیح survey، مناسب planning اور کم قیمت پر چھوٹے projects جو زیادہ تعداد میں ہوں، جن کا پورے علاقے میں زیادہ dispersal ہو، یہ ہماری وقت کی ضرورت ہے۔ آپ ساری توجہ صرف mega dams پر صرف نہ کریں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی کوشش کریں کہ اس معاملے میں network ہو۔ جس طرح میرے ایک ساتھی نے کہا کہ صرف آسٹریلیا اور انڈیا ہی نہیں بلکہ اس معاملے میں China نے بھی بڑا

کام کیا ہے۔ خاص طور پر mini dams کے بارے میں جو ان کے تجربات ہیں اس پر بڑی تحقیق سے کام ہوا ہے۔ یہاں تک بات کہی گئی کہ ان dams کے ذریعے capital formation کی جا سکتی ہے جو بجلی، زراعت اور صنعت ان تینوں کے لئے مفید ہے۔ یہ سارے تجربات موجود ہیں ان سے فائدہ اٹھائیے realistic انداز میں، محض اونچی تنخواہوں پر بڑے بڑے honorarium لینے والے غیر ملکی consultant بلا کر جو صرف mega projects کی بات کرتے ہیں اور ground reality سے واقف نہیں ہوتے، ہمیں اس چکر سے نکلنا چاہیے۔ یہ راستہ ہے اس challenge سے مقابلہ کرنے کا۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بی بی یاسمین شاہ۔

بی بی یاسمین شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں جناب محمد اکرم صاحب کی اس قرارداد کو پوری طرح support کرتی ہوں۔ میں صوبہ بلوچستان کے لئے یہ کہوں گی کہ واقعی وہ پسماندہ علاقہ ہے، پانی کے ذخائر کے لئے وہاں ڈیم بننا چاہیے کیونکہ وہاں کے جو پسماندہ علاقے ہیں اور وہاں لوگوں کا دارومدار اس زرعی زمین کی پیداوار پر ہوتا ہے اور پیداوار کے لئے میرے خیال میں پانی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے کافی زمینیں غیر آباد رہتی ہیں، بے روزگاری بڑھ جاتی ہے اور لوگوں کے لئے problems کافی create ہوتی ہیں۔ میں اس چیز کی پوری favour کرتی ہوں کہ ڈیم بننے چاہئیں۔ اس حوالے سے میں یہ بھی بات کروں گی کہ چونکہ میرا تعلق سندھ سے ہے اور سندھ کی بھی یہ بڑی problem رہی ہے کہ وہاں پانی کا بڑا مسئلہ رہا ہے۔ جیسے آپ کو پتا ہے کہ پچھلے سال بدین جہاں کہ پانی آتا ہے تو وہ ڈوبتا ہے اور نہیں ہوتا تو سوکھ جاتا ہے اور وہاں پر لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔ پانی کا سسٹم صحیح نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر کافی مشکلات آتی ہیں۔ میں اس چیز کی پوری favour کرتی ہوں کہ چھوٹے چھوٹے dams بالکل بننے چاہئیں، پانی کا ذخیرہ ہونا چاہیے، اس سے ہماری کافی مشکلات ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کو کافی آسانی ہو جائے گی کیونکہ ہمارے دیہات کے جتنے بھی علاقے ہیں وہاں پر کافی لوگوں کا دارومدار کاشتکاری پر ہے۔ میرے خیال میں 70% یا 80% لوگوں کا دارومدار کاشتکاری پر ہے اور کاشتکاری تبھی ہوسکتی ہے جب ہمارے پاس پانی ہو گا اور پانی

کا سسٹم صحیح ہو گا۔ میں اس چیز کی پرزور حمایت کروں گی کہ پانی کے لئے ذخائر ہونے چاہئیں اور dams بننے چاہئیں تا کہ ہماری پانی کی problem ختم ہو سکے۔ شکریہ۔

Mr Presiding Officer: Mr Aslam Buledy . not present . Mr. Rahmatullah Kakar.

جناب رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کی بدقسمتی کے بارے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے، اس میں مزید کیا کہیں؟ سب کو پتا ہے کہ بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا اور پسماندہ ترین صوبہ ہے۔ کچھ سالوں سے ارباب اختیار کی اس پر زیادتیاں ہیں جس کے ازالے کے لئے موجودہ حکومت کے Head نے بھی وعدے کئے ہیں۔ خدا کرے! کہ ان پرعملدرآمد کی کوئی صورت نکل آئے۔ جیسے میرے فاضل دوستوں نے فرمایا کہ بلوچستان میں بارشیں نہیں ہو رہی ہیں اور اگر تھوڑی بہت ہو رہی ہیں تو dams نہ ہونے کی وجہ سے پانی کی wastage ہوتی ہے۔ جناب شیر پاؤ صاحب کے علم میں ہو گا کہ ہمارے ہاں کوئی system نہیں ہے۔ ایک سال میں air conditioned کمروں میں ایک آدھ meeting ہو جاتی ہے، AC Chief Engineer. اور Secretary صاحبان briefing دے دیتے ہیں۔ کوئٹہ کی باڑہ مارکیٹوں سے shopping ہو جاتی ہے اور dams بن جاتے ہیں۔ جہاں تک محترم وزیر صاحب نے Indus River پر بات کی ہے کہ ------یہ ٹھیک ہے کہ districts میں کاموں سے ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوتا ہے، ہمارے 27 districts ہیں اور پورا بلوچستان بارانی پانی پر depend کرتا ہے۔ ہمارے باغات خشک ہو رہے ہیں، تباہ ہو رہے ہیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ اس وقت Minister for Agriculture تشریف فرما نہیں ہیں، ہمارے پھل جو export کے قابل تھے، ان کے لئے Federal Government پچھلے 55 سالوں میں چھ کروڑ invest نہیں کرسکی ہے۔ Ministry of Commerce, Ministry of Agriculture, Chamber of Commerce اوربس meetings میں بات ہو رہی ہے، آج apple کا treatment plant لگے گا، کل لگے گا لیکن ہماری قسمت میں نہیں ہے۔ ہمارے مویشی ہلاک ہو رہے ہیں، خضدار کے ساتھ جو ہمارا علاقہ ہے یا ژوب میں یا قلعہ عبداللہ میں یا اورجو دور کے علاقے ہیں، ان سے لوگ نقل

مکانی پر مجبور ہو رہے ہیں، ہمارے لوگوں کی بلکہ پورے پاکستان کے لوگوں کی زراعت سے وابستگیہے۔ پتا نہیں حکومت اتنی بےحس ہے یا ہماری طرف یہ توجہ نہیں دیتے ہیں۔ لوگ جہاں ان کو dams بنانے نہیں دے رہے ہیں، وہاں پر تو Federal Government بضد ہے کہ ہم کالا باغ dam بنا کر ہی رہیں گے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ آؤ! ہمارے ہاں dam بناؤ تو کہتے ہیں کہ یہ صوبائی معاملہ ہے اور صوبے کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ پورا صوبہ بلوچستان اس وقت over draft پر چل رہاہے۔ کمرشل بینکوں نے ہمیں قرضے دینا بند کر دیئے ہیں، State Bank سے ہمارے ملازمین کی تنخواہوں کے cheques dishonour ہو رہے ہیں، یہ ہماری financial position ہے۔ ہم جب NFC Award کا مطالبہ کرتے ہیں تو اس سال 55 سال بعد یہ مہربانی ہوئی ہے کہ 1% increase کا وعدہ بھی نہیں ہوا ہے، صرف جو نئی meeting رکھی گئی ہے اس میں غور ہو گا۔ ہم شیر پاؤ صاحب کے وعدوں پر عمل کے منتظر اور متلاشی ہیں۔ خدا کرے، اس کی کوئی صورت نکل آئے اور مرکزی حکومت سے گزارش ہے کہ بلوچستان کے لئے کھلے لفظوں ایک special package کا اعلان کیا جائے۔ ہمارے اکثر Federal Ministers صاحبان نے کوئٹہ دیکھا ہے، بلوچستان تو نہیں دیکھا ہے یا نصیر آباد دیکھا ہو گا جہاں Prime Minister صاحب کا دولت کدہ ہے۔ بلوچستان تو وہ ہے جہاں لوگ ننگے پاؤں پھرتے ہیں، جہاں لوگوں نے ایک قمیض میں دس دس پیوند لگائے ہوئے ہیں۔ کیا رونا روئیں۔ہماری آخر میں یہی گزارش ہے کہ ہمارے ساتھ مہربانی کی جائے۔ والسلام۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر : ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی۔

جناب الیاس احمد بلور : صرف ایک بات کہہ دیں کہ آج کی شام بلوچستان کے نام۔

ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی: صبح، شام کے قائل نہیں ہیں، صبح۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر : عزیز اللہ سانگزئی صاحب۔

ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب!---

(مداخلت)

میر محمد نصیر مینگل : جناب والا ! انہیں آرام سے بات سننی چاہیے۔ اگر ایک شام

بلوچستان کے نام ہو تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر : پری گل صاحبہ۔

مسز آغا پری گل : جناب والا! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تھوڑی سی برداشت بھی نہیں ہے۔ ہم نے ان کو بڑے عرصے سے برداشت کیا ہوا ہے۔ اگر کوئی بلوچستان کے بارے میں بات ہوتی ہے تو اسے آرام سے برداشت کرنا چاہیے۔ بلوچستان والوں سے پوچھیں کہ وہ کیسے مر رہے ہیں۔یہ لوگ تو نہروں کے علاقوں میں رہنے والے لوگ ہیں ۔ ان کو کیا درد ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : بیگم صاحبہ! There is no limit on debate.

مسز پری گل آغا: مگر انہیں صبر تو کرنا چاہئیے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر :ڈاکٹر صاحب! you are not in your seat, please

ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی : جناب چیئرمین ! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ اب میں اپنے عزیز دوست اکرم ولی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ کاروباری لوگ ماشاء اللہ صحیح سمجھ کی بات کر رہے ہیں کہ اگر پانی نہیں ہوگا تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ انہیں پتا چل گیا ہے کہ آج سے پانچ سال کے بعد مستقبل کی جو cotton belt ہوگی، جس کی لمبائی 13 میل ہوگی اور چوڑائی 120 میل ہوگی، وہ بلوچستان میں ہی ہوگی۔ پنجاب میں اس وقت کاٹن کی پیداوار نیچے جا رہی ہے۔ سندھ میں اس کی آمدن میں کمی ہو رہی ہے اورجو کاروباری لوگ ہیں، وہ اس چیز کو سمجھتے ہیں کہ مستقبل قریب میں international کاروبار کے لحاظ سے جس علاقے سے لوگوں کا مفاد وابستہ ہوگا، وہ بلوچستان کا علاقہ ہی ہوگا۔ ہم بلوچستان کا بار بار اس لئے ذکر کر رہے ہیں اور میں اپنے ساتھیوں کو دوبارہ بتا دوں کہ 80 فیصد لوگ وہاں زمیندار ہیں اور پاکستان کا 47 فیصد رقبہ بلوچستان کے رقبہ پر محیط ہے۔ اسی لئے ہم رو رہے ہیں۔ پنجاب کے ایک وزیر کا کل کا بیان آپ دیکھ لیں۔ انہوں نے پنجاب میں گیس کے ایک فیلڈ کا افتتاح کیاہے اور اس نے وہاں اعلان

کیا ہے کہ پانچ پانچ میل تک کے علاقے میں گیس ضرور دی جائے گی۔ میں اس ہاؤس کے توسط سے یہ کہنا ہوں کہ بلوچستان سے گیس حاصل کئے ہوئے آپ کو کتنے سال ہو گئے ہیں اور اس لحاظ سے آپ نے وہاں کے گیس فیلڈز سے ملحقہ کتنے علاقوں میں گیس فراہم کی ہے؟ اگر ہم تھوڑی سی بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سارا دن بلوچستان ' بلوچستان کرتے رہتے ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب والا! میں آپ کو کیا بتاؤں۔ بلوچستان کے ساتھ یہ حشر ہو رہا ہے۔ اگر ہم بات کریں تو کس کے سامنے کریں؟ ہمارے ساتھ ایک تو ہوتا ہے ظلم بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہمارے ساتھ ظلم در ظلم کیا جا رہا ہے۔ ہاؤس میں عزت مآب شیر پاؤ صاحب نے بتایا ہے اور میں ان کا احترام کرتا ہوں، وہ بڑے تجربہ کار وزیر ہیں، انہوں نے اس انداز میں اس صورت حال کو بیان کیا ہے کہ جیسے بلوچستان میں ڈیموں کی بہار آ گئی ہے۔ حالانکہ حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔ جیسے انہوں نے کچھی کینال کا نام لیا ہے۔ میرا تعلق نصیر آباد ڈویژن سے ہے۔ عزت مآب! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور اگر وزیر صاحب کے پاس وقت ہو تو میں انہیں لے بھی جانا چاہتا ہوں اور کرایہ بھی میں دے دوں گا۔ جب یہ کچھی کینال کے منہ کے سامنے جائیں گے جس کا افتتاح جنرل صاحب نے کیا تھا تو آپ دیکھیں گے کہ افتتاح کے بعد سے یہ بند ہے۔ اس کی لمبائی میں اس ہاؤس میں بتا دوں کہ اس کی لمبائی 500 کلومیٹر ہو گی۔ 300 کلومیٹر پنجاب میں ہو گی اور 200 کلومیٹر بلوچستان میں ہو گی۔ جب یہ تعمیر ہو گی تو تب آبادی وہاں ہو گی۔ میں اس کی لاگت بھی آپ کو بتا دوں ۔ یہ پندرہ ارب روپے ہو گی۔ یہ اس وقت تھی۔ اس کی لاگت اب مزید بڑھے گی جیسے آپ نے ہمارے B.M.C کے ساتھ کیا ہے۔ پہلے اس کی لاگت اور تھی اور اب پتا نہیں ہے کہ اس کی لاگت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ بلوچستان میں ڈیموں کی بہار آ گئی ہے۔

عزت مآب! میں آپ کو بلوچستان کے بارے میں کیا بتاؤں۔ اب بلوچستان کی صورت حال یہ ہے، ہم اور لوگوں کا شکریہ اس لئے ادا کر رہے ہیں کہ اس وقت بلوچستان میں دو اضلاع

جعفر آباد اور نصیر آباد ہیں جن کی آدھی آبادی کھیرتھر پٹ فیڈر میں ہوتی ہے۔ جناب والا! جہاں تک ارسا کا تعلق ہے۔ ہمارے ہاں ہر روز لوگ، یہاں کی ہمیں خبر نہیں ہے، رات کو چوری کرتے ہیں اور ارسا والے پٹ فیڈر کا پانی دن کو چوری کرتے ہیں۔ 6700 کیوسک ہمارا پانی بنتا ہے۔ اسے آپ آج بھی check کروالیں 3000 سے اوپر پانی نہیں چل رہا ہے۔ یہ ہے وہاں کی صورت حال۔ اس کے بعد میں آپ کو آگے بتاؤں۔ جناب والا! نصیر آباد میں دریائے بولان ہے۔ میں نہیں کہہ رہا ہوں یہ agriculture کی رپورٹ ہے، انہوں نے یہ بتایا ہے کہ بارہ ہزار سے لیکر اٹھارہ ہزار ملین ایکڑ فٹ پانی ہر سال cross کر کے نیچے جاتا ہے اور اس کے بعد آگے جو دوسرا دریا ہے، جیسے میرے عزیز نے بتایا، وہ سبی ہرنائی ہے۔ یہ دریائے گارڈ یا بھاگ ناڑی دریا تیرہ ہزار کیوسک سے لیکر ۱۹ ہزار کیوسک تک پانی نیچے لے جاتا ہے اور اس کے بعد میرے ڈویژن میں تیسرا دریا سرکند ڈیرہ بگٹی اور لہڑی سے ہوتا ہوا جھل مگسی سے ۲۱ ہزار سے لیکر ۲۵ ہزار ملین فٹ ایکڑ تک پانی لے جاتا ہے۔ یہ خشک دریا ہیں، پنجاب والے بھرے ہوئے دریا نہیں ہیں۔ یہ خشک دریا ہیں، ہم اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے ان کو دریا کہتے ہیں۔ شاید خدا کوئی بندہ پیدا کرے جو یہاں ڈیم بنائے۔ جناب والا! اس کے بعد چوتھا دریا رنگون جو ڈیرہ بگٹی سے جھل مگسی ہوتے ہوئے دادو میں، عزت مآب چیئرمین صاحب موجود نہیں ہیں، ان کے ضلع جیکب آباد سے ہوتا ہوا ضلع لاڑکانہ اور کنچھر جھیل میں جاتا ہے۔ ان میں مچھلیاں پیدا ہوتی ہیں اور ان سے اربوں روپے کا کاروبار ہوتا ہے۔ یہ سارا بلوچستان کا پانی وہاں جاتا ہے اور وہاں اربوں کی آمدن ہوتی ہے۔

عزت مآب چیئرمین صاحب! اگر ہمیں چار میں سے دو dams دیئے جائیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم بین الاقوامی طور پر دنیا کا مقابلہ کریں گے۔ بلوچستان کی cotton پر اس وقت وائرس کا حملہ بھی نہیں ہے۔ اس میں چمک سب سے زیادہ ہے۔ اس کی زندہ مثال یہ ہے کہ پنجاب والے لا کر پنجاب والی cotton میں ملا کر اس کی پھٹی صاف کرکے کہتے ہیں کہ جناب! یہ گوجرانوالہ کی پھٹی ہے اور یہ بہاولپور کی پھٹی ہے۔ حقیقت میں وہ ہوتی بولان اور خضدار کی ہے۔ یہاں آ کر ملاتے ہیں۔ آپ ہمارے درد پر اور ہماری گفتگو پر تھوڑی توجہ دیجئے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کی موجودہ فصل کا جو اندازہ کیا گیا ہے، اس سے تین گنا فصل

چار گنا کم خرچ پر ہوسکتی ہے ۔یہاں پنجاب میں، سندھ میں، چھ سے بارہ اور چھ سے آٹھ سپرے کیے جاتے ہیں یا دوائی ڈالی جاتی ہے جبکہ بلوچستان میں تین یا دو، اور ایسے ضلعے بھی ہیں جہاں ایک فوارہ یا سپرے بھی نہیں ہوتا ہے ۔ ہمارے ہاں کوئی خرچہ نہیں ہے لیکن ہمارے پاس پانی نہیں ہے ۔ عزت مآب ! یہ جتنا رونا ہم نے رویا ہے اس لیے رویا ہے کہ یہ حقیقت پر مبنی ہے ۔ خدارا! اس طرف توجہ دیں، ملک کی حالت سدھر جائے گی ۔ اس طرف توجہ دیں ۔ بلوچستان کے عوام آپ کو دعا دیں گے ۔اس طرف توجہ دیں، پاکستان مضبوط ہو گا ۔

جناب ! آخر میں، میں آپ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کا دوبارہ شکریہ اس لئے بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس قرار داد پر ہمیں بحث کرنے کا موقع دیا ۔ ہم آپ سے امید تو کر سکتے ہیں ۔امید پر جہاں ہے ۔ امید یہ ہے کہ بلوچستان کا پانی کا مسئلہ حل ہو گا اور جہاں غیر آباد علاقہ ہے وہاں dams بنائے جائیں گے ۔بلوچستان سے سوتیلی ماں کا سلوک ختم کیا جائے گا ۔و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ۔مسز روشن خورشید بھروچہ ۔

Mrs. Roshan Khursheed Bharucha: Water which is a very important matter for Baluchistan

چاہے وہ میرے اپوزیشن کے بھائی بیان کرتے ہوں یا Treasury Bench کے، ہمارا یہ ایک سا ہی مسئلہ ہے، ہمارے غریب عوام کا مسئلہ ہے ۔میں ابھی مکران سے آئی ہوں، افسوس کی بات ہے کہ دشت جیسے area میں بالکل بجلی نہیں، پانی تک نہیں، ہم میرانی ڈیم کی بات ضرور کرتے ہیں اور I hope کہ میرانی ڈیم کا پانی ہمارے دشت کے لوگوں کو ہی ملے گا کیونکہ وہاں بالکل پانی نہیں ہے ۔ آپ جہاں بھی interior میں جائیں، وہاں آپ دیکھیں، میرے اپوزیشن کے جو بھائی چلا چلا کر بولتے ہیں وہ صحیح بولتے ہیں کیونکہ یہ ان کے دکھ ہیں، ان کا درد ہے ۔ میں خود interior میں بہت جاتی ہوں اور ہم جہاں بھی جاتے ہیں وہاں عورتوں کو دیکھ کر، مردوں کو دیکھ کر ہمیں خود رونا آتا ہے کہ وہاں پینے کا پانی تک نہیں ہے ۔ وہاں وہ پانی پیتے ہیں جو جانور پیتے ہیں اور جب سے بلوچستان میں drought آیا ہے for the last 8 years وہاں orchard تک

ایسے میدانی علاقے میں تبدیل ہو گئے ہیں کہ ہمیں خود افسوس ہوتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ reservoir dam , Mini Dam بنائے جائیں۔ ہمارے سب بھائی چاہے وہ حزب اختلاف سے ہوں یا حزب اقتدار سے ' جہاں بلوچستان کی development کا مسئلہ آتا ہے ہم سب ایک ہیں ۔ اور ہم سب ایک بلند آواز سے یہی کہیں گے کہ ہمارے بلوچستان کا یہ خاص طور پر پانی کا اور بجلی کا جو مسئلہ ہے اس کو حل کیا جائے۔ چیئرمین صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ سید ہدایت اللہ شاہ۔

سید ہدایت اللہ شاہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین ! جناب اکرم صاحب نے ایک اہم مسئلے کو اٹھایا ہے اگرچہ بلوچستان کا پانی کا مسئلہ ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ پوری پاکستانی قوم کا ہے اور پوری انسانیت کا مسئلہ ہے۔ ہر وہ چیز جو ذی روح ہے پانی کا مسئلہ اس سے متعلق ہے صرف بلوچستان کے لئے مخصوص نہیں ہے ۔

اس وقت پاکستانی قوم کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان کا بہت سا پانی ضائع ہو رہا ہے ۔ مثال کے طور پر دریائے سندھ ہے ۔ ہماری پاکستانی قوم کافی عرصے سے سن رہی تھی کہ کالا باغ ڈیم بن رہا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم پر فنی مسئلے پر اختلاف تھا لیکن لوگوں نے اس کو سیاسی مسئلہ بنا دیا ۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ چاروں صوبوں کے عوام کو اعتماد میں لیا جائے۔ اگر پاکستان کے مفاد میں کالا باغ ڈیم ہے تو ضرور بننا چاہیے ۔

اسی طریقے سے ہم کافی عرصے سے سن رہے ہیں کہ بھاشا ڈیم بن رہا ہے لیکن آج تک میرے علم میں نہیں ہے کہ کہاں تک اس کی داد رسی ہوئی ' وہ کہاں تک پہنچا ۔ ہمارے وزیر صاحب یہاں موجود ہیں ' مجھے امید ہے کہ وہ اس کی وضاحت فرمائیں گے۔ اسی طریقے سے ہمارے ہزارہ ڈویژن میں بہت سارے دریا اور وادیاں ایسی ہیں جہاں پانی ضائع ہو رہا ہے ' چھوٹے چھوٹے ڈیم نہیں بنے جس کی وجہ سے نہ تو مقامی آبادی اس سے استفادہ حاصل کر سکتی ہے نہ ملک کے اندر دوسرے عوام اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں ۔ میری گزارش ہے کہ دریائے کنہار ہے ، جھیل سیف الملوک ہے' مانڈری کے مقام پر بکھر کی وادی پھرن ہے' اس طرح دیگر

چھوٹے چھوٹے پانی کے ڈیم بنانے جائیں تاکہ پاکستانی قوم اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔

میری تجویز یہ ہے کہ بارش کا پانی کافی حد تک ضائع ہو جاتا ہے ۔ پنجاب کے بعض اضلاع کے اندر پانی کی بہت زیادہ قلت ہے۔ عوام کو پینے کا پانی نہیں ملتا ۔ مثال کے طور پر چکوال ہے، فتح جنگ ہے ' تلہ گنگ ہے' اسی طرح ڈیرہ اسماعیل خان ہے ۔ بہت سارے ایسے علاقے ہیں وہاں چھوٹے چھوٹے ڈیم بنا دئے جائیں تاکہ پاکستانی قوم کو پانی کی جو قلت ہے سے چھٹکارا ملے اور صاف پانی میسر ہو ۔ اور یہ بھی میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اور افسوس یہ ہے کہ پانی کا مسئلہ انسانوں کا بنیادی مسئلہ ہے ۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (عربی) کہ کوئی بھی انسان یا مسلمان زراعت کرتا ہے یا درخت لگاتا ہے اس سے خواہ انسان فائدہ حاصل کرتے ہیں خواہ حیوان فائدہ حاصل کرتے ہیں وہ اس انسان کے لئے صدقہ ہے۔ یہ پٹھانوں ، بلوچیوں، پنجابیوں ، سندھیوں کا مسئلہ نہیں ہے یہ انسانیت کا مسئلہ ہے ' یہ بنیادی حق ہے ۔ یہ کہنا کہ پٹھان کو پانی نہیں مل رہا ، بلوچیوں کو نہیں مل رہا ' اس ایوان بالا کے اندر ایسی باتیں ہمیں زیب نہیں دیتیں۔ ہم تو اس لئے آئے ہیں کہ انسانیت کی خدمت کریں بغیر کسی امتیاز کے۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہ پانی کا مسئلہ حل ہونا چاہیے اور اس بنیاد پر حل ہو کہ پاکستانی قوم کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے اورمسلمانوں کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے ۔ یہاں ہر چیز کو آپ نے مخصوص علاقے مخصوص قوم سے منسوب کر دیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجموعی لحاظ سے پاکستانی قوم کا یہ نظریہ ٹھیک نہیں۔ اللہ پاک میرا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

Mr. Presiding Officer: Mr.Nisar Ahmad Memon:

جناب نثار احمد میمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب! کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بولنے کی اجازت دی ہے۔ پہلے تو میں اپنے دوست سینیٹر محمد اکرم صاحب کی اس resolution کی بھرپور حمایت کرنا چاہتا ہوں اور حمایت میں اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان کے ایک بہت اہم حصے کے بارے میں' اس کے خدشات اور ضروریات کے بارے میں یہ resolution move کی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں اور ہمارے وزیر موصوف نے ابھی فرمایا تھا کہ بلوچستان میں Indus River system جو بلوچستان

میں پاکستان کے کئی اہم حصوں سے گزرتا ہے' سندھ اور پنجاب میں بہت بڑے حصے Indus River system سے آباد ہوتے ہیں مگر بلوچستان کا 91 فیصد حصہ Indus River system میں نہیں آتا' صرف نو فیصد آتا ہے۔ لہذا جب حکومت پاکستان نے ایک Parliamentary Committee on Water Resources بنائی تو اس میں terms of reference میں پانی کی اہمیت جس کا ہمارے پروفیسر خورشید صاحب نے ذکر کیا' میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا ہوں' میں ان سے بھی agree کرتا ہوں کہ پانی کی اہمیت جو انہوں نے اجاگر کی ہے اس House میں اور اس اہمیت کی وجہ سے یہ Parliamentary Committee بنائی گئی تھی' اکتوبر کے مہینے میں پچھلے سال تو اس کے دو terms of reference تھے مگر ہماری کمیٹی نے اس میں ایک اور term of reference add کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ بلوچستان کے جو حصے Indus River system سے باہر ہیں ان کا خاص خیال رکھا جائے۔ اس اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کمیٹی چاروں صوبوں میں گئی ہے اور ہرصوبے کی حکومت نے presentation کی ہے۔ میں آج اس ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پانی کے استعمال کے لئے' پانی کے resource کو manage کرنے کے لئے بڑے اقدامات حکومت پاکستان نے کئے ہوئے ہیں اور اس کی سفارشات بھی ہم دے رہے ہیں مگر ایک اہم حصہ میں آج آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں agree کرتا ہوں کہ ہمارے اراکین جنہوں نے یہ بتایا کہ بڑے ذخیرے بھی ضرورت ہیں مگر اس کے علاوہ چھوٹے ذخائر کی اہمیت کو بھی کم نہیں کیا جا سکتا ہے اور ہم ان سے agree کرتے ہیں کہ ذخائر جو ہیں چاہے وہ چھوٹے ڈیمز ہوں یا ذخائر lakes کی صورت میں ہوں' خاص طور پر بلوچستان کے لئے اس چیز کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ Indus River System وہاں سے نہیں گزرتا ہے۔ لہذا ہم نے پاکستان کے چاروں صوبوں کی حکومتوں سے یہ کہا اور ہمارے کھوسہ صاحب نے یہ کہا کہ اس کی ترمیم کی جائے' میرے خیال میں ترمیم کی ضرورت یوں نہیں ہے کہ چاروں صوبوں سے ہم نے پوچھا کہ بتائیں کہ کیا چھوٹے ڈیم اور ذخائر بنانے چاہئیں اور اس میں ہم نے خاص طور سے جو ongoing schemes ہیں ان سے ہم نے کہا کہ الگ سے بتائیں۔ ہمارے وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ سارے پاکستان میں جو ڈیمز بن رہے ہیں کچھی کنال اور یہ سارے' ان کو ہم ongoing schemes سمجھتے ہیں۔ ہم نے یہ صوبوں سے کہا اور خاص طور پر بلوچستان سے کہا کہ

آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کے یہاں ان ongoing schemes اور بڑے ذخائر کے علاوہ کن چیزوں کی ضرورت ہے تاکہ ہم ان کی حمایت کریں۔ مجھے خوشی ہے اور آج میں اس بات کو House میں present کرنا چاہتا ہوں کہ سب صوبوں نے اپنی اپنی سکیمیں دی تھیں اور میں خاص طور پر بلوچستان کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بیالیس سکیمیں ہمیں present کیں۔

Mr. Presiding Officer. Order please, no crossing of the line. Yes please.

جناب نثار احمد میمن، شکریہ۔ جب صوبوں کی ساری input آئی اس کے بعد ہم نے دیکھا تو آج مجھے خوشی ہو رہی ہے خاص طور پر ان دوستوں پر جنہوں نے کہا کہ ایک billion کم از کم دے دیا جائے، میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب input آئی ہے تو بلوچستان کی طرف سے 3. 86 billion کی requirement چھوٹے ڈیمز اور ذخائر کے بارے میں آئی جو کہ پنجاب سے دوگنا ہے، سندھ سے چار گنا ہے اور Frontier سے بھی زیادہ ہے اور ہم نے وہ ساری سکیمیں بلوچستان حکومت کی consider کیں اور وہ presentation جب ہوئی تھی تو اس میں اپوزیشن کے رہنما بھی موجود تھے۔ وہ سکیمیں ہم نے لے لی ہیں اور ہم نے پچھلے ہفتے حکومت کو پیش کر دی ہیں۔ مجھے یقین ہے شیرپاؤ صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اور ان ساری سکیموں کا ذکر ہو چکا ہے اور میں پوری لسٹ دے سکتا ہوں۔ اگر چیئرمین صاحب آپ چاہیں گے تو میں وہ لائبریری میں بھی رکھوا سکتا ہوں کہ بلوچستان نے کونسی سکیمیں دی ہیں تاکہ آپ دیکھ سکیں کہ جو سکیمیں آپ نے دی ہیں وہ اس میں موجود ہیں۔ آپ کی حکومت بلوچستان نے وہ سکیمیں رکھی ہیں۔ اس کے علاوہ چونکہ کھوسہ صاحب نے یہ کہا تھا کہ amend کرنا چاہتے ہیں، چونکہ یہ rules بھی allow نہیں کرتے اس کی ضرورت یوں بھی نہیں ہے کہ دوسرے صوبوں میں فرنٹیئر بھی آتا ہے، سندھ بھی آتا ہے، پنجاب بھی آتا ہے۔ ان کی بھی ongoing schemes بڑے ذخائر کے علاوہ چھوٹے ذخائر کے لئے بھی دی گئی ہیں جو کہ ہم نے حکومت کو بھیج دی ہیں۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ پورے پاکستان میں پانی کے بارے میں انصاف ہونا چاہیے۔

یہی وہ چیز ہے جو صدر پاکستان نے جب یہ پارلیمنٹری کمیٹی بنائی تھی۔ اس میں کہا تھا کہ ہم جو بھی چیز کریں اس میں ہر صوبے کے ساتھ انصاف ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسی direction میں جا رہے ہیں اور ابھی جو recommendations آرہی ہیں ہم ویسے ویسے حکومت کو دیتے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب رپورٹ پوری ہو جائے گی، جو interim report ہم جون میں دیں گے وہ انشاء اللہ ہم ہاؤس میں بھی پیش کریں گے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں پھر پانی کی اہمیت اور حکومت کی طرف سے جو اقدامات لئے گئے ہیں اور جو پارلیمانی کمیٹی کی طرف سے صوبوں کی ضرورت کی basis پر لئے گئے ہیں ان کی پھر سے حمایت کا اعلان کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر محمد ساعد۔

Dr. Muhammad Said : Thank you Mr. Chairman. Many of my friends have spoken on the water resources. I would like to be very brief and I would like to be exactly to the point. Sir, it is a fact that Balochistan has been so far completely neglected, so far as the water resources are concerned. This has resulted, as one can appreciate, in the frequent crops failure, in the famine and alsoin the mass migration of men, women and animals. Therefore, we have to do something about it really on war-time basis.

Mr. Chairman, if gas from Balochistan can be distributed and taken to the far flung areas of our country, why not water from the Indus River System can be taken to the nook and corner of Balochistan? Who has prevented us? There is the modren technology available;water can be uplifted. Water is a basic necessity for human life and, therefore, we do not want that any part of Balochistan should be deprived of water. So water for drinking purposes from the Indus basin at any cost, should be

made available to every part of Balochistan . My second proposal is that today hydrology is a highly scientific discipline You don't have to have a lot of rainfall to have watar reservoir Through out Balochistan, the rainful is less then10 inches We don't have perennial rivers as one of my friends have pointed out . We have only seasonal rivers . we have seasonal torrents..

Mr. Presiding Officer: This is not permissible.

Dr . Muhammad Said: We have seasonal torrents which are flooded with water during the rains and remember that rain in Balochistan occurs only in a few days of the year. Bulk of this water, as many of my friends have pointed out goes absolutely waste . Technology exists and we have very good experiment of it in Cholistan area of Punjab . Flash water can be very easily stored. We don't wantone or two mega dams. We are not interested in one or two large dams sir, we are for hundreds of small reservoirs , water reservoirs and dams . I quite appreciate the view that has been expressed by our friend Mr . Sherpao that small dam is the responsibility of the provinces . But there is a dilemma , when it comes to spending money on projects it is sent to the provinces . When it comes to the collection of revenues , the Federal Government comes in . The development of the small dams should be as much a duty of the Federal Government as the provincial Governments.

Sir , my third proposition is that we have to do these things in order to improve agriculture, we have to carry out these flash dams as a

new concept. As I pointed out big dam is not the answer, we have to have hundreds and hundreds of small dams and it is absolutely possible. This is going to have a tremendous impact on agriculture. It is going to have a tremendous impact on the supply of drinking water and what is more important sir, it will have an impact on the environmental problem of sand-dunes. We have shifting sand-dunes. Particularly in the hot weather season, it burries crops, it burries villages, it burries roads, it burries the water reservoirs and canals. Therefore, it is going to have a tremendous impact, also, on the stabilization of the sand-dunes and lastly, it is going to have, also, a tremendous impact on the stabilization of population. Thank you very much.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، آغا پری گل۔

مسز آغا پری گل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین ! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے ایک غریب صوبے کے بارے میں مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں اکرم ولی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آج انہوں نے ایک ایسی بات بلوچستان کے پانی کے بارے میں پیش کی جو صدیوں سے ہمارے دل کا ارمان تھی۔ آپ یقین کریں جناب چیئرمین! میں خود ایک زمیندار ہوں ۔ بیس سال سے بلوچستان میں کبھی بھی بارش نہیں ہوئی ۔ جیسا کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے کہا' یہ صحیح کہتے ہیں ۔ جناب جو بات سچ ہو 'میں نے ان سے اکثر کہا ہے کہ جو بات سچ ہو ' پاکستان اور بلوچستان کے مفاد میں ہو میں بالکل اپنے بھائیوں سے تعاون کروں گی ۔

جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ پندرہ بیس سال سے ان لوگوں کی بھی حکومتیں آئیں ' اور دو تین اور بھی حکومتیں آئیں ۔ شروع سے یہ ڈیموں کا سلسلہ چلتا آ رہا ہے حالانکہ میں خود اسمبلی کی ممبر بھی رہی ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں بہت فریادیں کیں اور رونا دھونا بھی

کیا کہ خدا کے لئے بلوچستان اور اس کے عوام پر رحم کریں۔ آپ یقین کریں کہ وہاں جتنے بھی لیڈران آئے، انہوں نے نعرے وغیرہ لگائے اور دھوکے دے کر چلے گئے۔ ان کی حکومتیں بھی ختم ہوگئیں۔ مگر اس وقت ہمارے President Government of Pakistan, Pervez Musharraf صاحب اور وزیر اعظم جمالی جو بلوچستان سے ہیں اور خاص طور پر شیر پاؤ صاحب جیسے کہ میرے ایک بھائی نے کہا کہ وہ پٹھان ہیں۔ وہ پٹھان ہیں، پاکستانی ہے، وہ پاکستان کے بارے میں، سب کے بارے میں بہت زیادہ سوچیں گے اور سب سے زیادہ وہ بلوچستان کے بارے میں سوچیں گے کیوں کہ ہم بہت زیادہ غریب لوگ ہیں اور بلوچستان کے زیادہ تر لوگ زمیندار ہیں، جس کو ہم اپنی بولی میں کہتے ہیں زمیندار خشک قہوہ یعنی ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ ہماری عورتیں جیسے کہ میرے بھائیوں کو پتا ہے کتنی دور سے مشقوں میں پانی لاتی ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ لوگ ڈیموں کی بات کرتے ہیں، نہروں کی بات کرتے ہیں لیکن ہمیں مشقوں کا پانی بھی نصیب نہیں ہوتا۔ آج ہمارے بھنڈر صاحب بیٹھے ہیں اور یہ بھی ایک اچھے گھر سے تعلق رکھتے ہیں اور غریب گھر سے تعلق رکھتے ہیں اور غریبوں کا درد رکھتے ہیں، شاید آج بلوچستان کی قسمت کھل جائے۔

میں اپنے چیئرمین صاحب سے یہ درخواست کروں گی کہ جناب چیئرمین! جس طریقے سے میرے بھائیوں نے کہا یقین کریں آپ بلوچستان میں جا کر دیکھیں، اناارک کے ایریئے میں جائیں، لورلائی کے ایریئے میں جا کر دیکھیں جہاں پر لوگ سیر کرنے کے لئے آتے تھے، وہاں بیٹھ کر enjoy کرنے آتے تھے۔ پوری جڑوں کے ساتھ درخت کاٹ دیئے گئے، کس لئے؟ قلات کی طرف جا کر دیکھیں، ویران۔ لورالائی کی طرف جا کر دیکھیں، سنسان۔ کس لئے؟ جناب چیئرمین! ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ پہلے تو ہم لوگوں کے سامنے جا کر روتے تھے، کوئی بھی سننے والا نہیں تھا۔ اب ہم خود حکومت میں ہیں اور ہماری حکومت ہے۔ اگر ہماری حکومت میں بھی یہ پانی کا مسئلہ حل نہ ہو تو پھر بہت افسوس کی بات ہے۔ ہمارے صوبہ بلوچستان نے 41 ڈیموں کی تجویز government of Pakistan کو دی ہے۔ میں اپنے بھائی شیر پاؤ سے یہ درخواست کروں گی کہ ڈیموں کی طرف توجہ دیں۔ تھوڑا سا funds کا problem ہے مگر واپڈا بہت امیر ترین قبیلہ ہے۔ آپ یقین کریں جس طرح سے واپڈا والے بلوچستان کے غریب لوگوں سے بل وصول

کرتے ہیں وہ عجیب صورتحال ہے۔ ایک زمیندار جس کے پاس درخت کی لکڑیاں تک نہیں ہیں' ان سب کو پتا ہے یہ سارے زمیندار بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی کا 5 لاکھ بل ہے' کسی کا 6 لاکھ بل ہے جب کہ حال یہ ہے کہ ایک زمیندار وہاں سے ایک فصل بھی حاصل نہیں کر سکتا تو جناب چیئرمین! وہ اتنا بل کہاں سے ادا کرے گا۔ پانی ہی نہیں ہے۔ پانی ہو گا تو بجلی چلے گی۔ بجلی چلے گی تو بل آئے گا۔ پانی نہیں ہے' بجلی نہیں ہے تو بل پھر کس بات کا؟ یہ غریب لوگ پریشان ہیں۔ میں خود زمیندار ہوں۔ جناب آفتاب شیر پاؤ صاحب! آپ بلوں پر بھی توجہ دیں۔ وہاں پر پانی ہی نہیں ہے تو یہ غریب آپ کو کہاں سے بل دیں گے۔ روٹی کھانے کے لئے ان کے پاس گندم کے دانے تک نہیں ہیں' کچھ پکانے کے لئے نہیں ہے پھر پانچ پانچ لاکھ کے بل۔

میں آپ کو تجویز دوں گی کہ اب ان بلوں کو کم کیا جائے۔ دوسری بات میں شیرپاؤ صاحب سے کہوں گی جو بہت غریب پرست ہیں' بہت اچھے اور ہمدرد انسان ہیں مگر شیر پاؤ صاحب میرے ان الفاظ کا بھرم رکھنا اور بلوچستان پر توجہ دینا اور جو 41 ڈیموں کی بلوچستان کی government نے آپ کو تجویز دی ہے اسی سال فوری طور پر ان کو منظور کریں اور آج اس ایوان میں زبردست خوشخبری سنائیں بلوچستانوالے اتنی امیدیں لے کر بیٹھے ہیں ۔ آپ دیکھیں کتنے اچھے اپوزیشن والے ' کتنے پیارے لوگ ہیں' صحیح بات ہے میں غلط بیانی نہیں کر رہی ہوں میں ان کے ساتھ ہوں' یہ جو حق کی بات کریں گے میں بالکل ان کے ساتھ ہوں۔ آج پھر انہوں نے چیخنے کے باوجود کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا' پیار سے بیٹھے رہے اپنا دکھڑا سنانے کے لئے' ظاہر ہے یہ ان کا مسئلہ ہے پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے پوری عوام کا مسئلہ ہے۔ جناب شیرپاؤ صاحب! آخر میں آپ ایک ایسا اعلان کریں تاکہ یہ اپوزیشن کو جو تھوڑا بہت غصہ ہے وہبھول جائیں اور آپ کو اچھی نظروں اور پیار سے دیکھیں اور آپ کا نعرہ لگائیں۔ دوسرے وزیروں کی طرح آپ نہ کرنا۔

Mr. Presiding Officer: Please conclude now.

مسز آغا پری گل، جناب چیئرمین! میں آپ کو سچ کہوں گی کہ جہاں پر میری ماں کی بات آئے گی' میرے وطن کی بات آئے گی تو میں وہاں کسی کا بھی لحاظ نہیں کرتی ہوں ۔

(تالیاں بجائی گئیں)

مسز آغا پری گل: جناب والا! دوسرے وزراء ایک کان سے سنتے ہیں دوسرے سے نکال دیتے ہیں مگر یہ ایسا موضوع نہیں ہے کہ یہاں ایک کان سے سنو اور دوسرے سے نکالو۔ اگر آج Minister Water and Power نے ہم بلوچستان کے غریبوں، یتیموں اور مسکینوں پر توجہ نہ دی تو ہمارے دل میں بھی ان کے لئے پیار کم ہو جائے گا۔ ہم تمام بلوچستان والے شیرپاؤ صاحب سے بہت پیار کرتے ہیں۔ آخر میں، میں یہ امید رکھوں گی کہ آج آپ ایسا اعلان کریں تاکہ ہم ساری زندگی آپ کا نعرہ لگائیں اور وہاں پر آپ اتنی نہریں اور ڈیم بنائیں جس سے ہماری غربت ختم ہو۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے اور اعلان صحیح کرنا۔ خداحافظ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پروفیسر محمد ابراہیم خان۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں فاضل دوست محمد اکرم صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے نہایت ہی اہم مسئلے کو یہاں پیش کیا ہے۔ بلوچستان کے دوستوں نے جو باتیں کی ہیں ان سب سے مجھے اتفاق ہے اور ہماری آواز بھی ان کی آواز کے ساتھ شامل ہے اور ان کا دکھ ہمارا دکھ ہے اور اس قرارداد کی بھی ہم تائید کرتے ہیں اور انہوں نے جو تجاویز پیش کی ہیں، ان کے جو مطالبات ہیں اس کی بھی میں تائید کروں گا۔

جناب چیئرمین! پانی کے ذخائر کی بات ہے، اس میں ایک طرف آبنوشی کا مسئلہ حل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ آبپاشی کا مسئلہ بھی حل ہوتا ہے اور بہت سارے مقامات پر بجلی کی پیداوار کا بھی یہ ایک ذریعہ بنتا ہے، اس لحاظ سے یہ زراعت کے استحکام کا بھی باعث ہے اور صنعتی استحکام کا بھی باعث ہے اور یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ قومی اور ملکی خودکفالت کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس لئے اس پر اگر رقم لگائی جائے تو یہ بے جا نہیں ہوگا بلکہ یہ بہترین سرمایہ کاری ہوگی۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ معاشی استحکام اور معاشی خودکفالت کے بغیر سیاسی طور پر ہم مستحکم نہیں ہو سکتے۔ دنیا کے ان ممالک میں اگر ہم خوددار قوم کی حیثیت سے جینا چاہتے ہیں تو یہ بات ضروری ہے کہ ہمیں معاشی استحکام حاصل کرنا ہوگا۔

جناب والا! میں محترم وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بلوچستان کی صورتحال یہاں پر پیش ہوئی اور چھوٹے ڈیموں کے بارے میں میرے دوست ڈاکٹر ساجد صاحب نے بھی یہ بات کی۔ مجھے محترم وزیر صاحب کی اس بات سے مکمل اتفاق ہے کہ قواعد اور قانون کی رو سے چھوٹے ڈیموں کی تعمیر صوبوں کی ذمہ داری ہے لیکن صوبہ بلوچستان کے دوست عزیز اللہ سانگزئی صاحب نے صوبہ بلوچستان کی مالی پوزیشن ہمارے سامنے رکھی ہے کہ بلوچستان کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ اس منصوبے پر کام کریں۔ اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ وفاقی حکومت اس بارے میں ان سے تعاون کرے اور بلوچستان میں چھوٹے ڈیموں کا مسئلہ صرف صوبے پر نہ چھوڑے بلکہ وفاق آگے بڑھ کر اس کو اپنے ہاتھ میں لے اور اس پر کام کرے۔ میں اپنے فاضل دوست عبداللطیف کھوسہ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے ضلع ڈیرہ غازیخان کا ذکر کرتے ہوئے صوبہ سرحد کا بھی تذکرہ کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ جس طرح دوسرے دوستوں نے یہ بات یہاں بتائی کہ صرف صوبہ بلوچستان تک محدود نہیں پورے ملک اور پوری قوم کا مسئلہ ہے۔ صوبہ سرحد کا بھی یہ مسئلہ ہے۔ میں عرض کرونگا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پانی اور بجلی کے وزیر محترم کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے لیکن میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ بوجوہ ان کی نظر کرم سے ہم کافی حد تک محروم ہیں اور اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ صوبہ سرحد پر بھی توجہ دیں۔ میں عرض کروں گا جناب چیئرمین صاحب! خٹک نامہ' جو اٹک سے شروع ہوتا ہے اور مکڑوال کے پہاڑوں تک اس کا سلسلہ چلتا ہے اس میں جس طرح ہمارے بلوچستان کے دوستوں اور بہنوں نے بات کی ہے' اس علاقے میں ہماری مائیں بہنیں دور دور' کئی کئی میل کے فاصلے سے مشکوں کے ذریعے پانی لاتی ہیں اور وہاں پر بھی یہ صورتحال ہے کہ کنویں خشک ہو گئے ہیں اور پانی نہیں مل رہا لیکن اس پہاڑی علاقے میں اس مسئلے کو چھوٹے ڈیموں کے ذریعے سے بآسانی حل کیا جا سکتا ہے۔ یقیناً' ہم شکرگزار ہیں کہ گومل زام اور کرم تنگی، صوبہ سرحد میں اس پر کام شروع ہے لیکن چھوٹے ڈیموں کے لئے صوبہ سرحد میں حکومت کے ساتھ تعاون بہت ضروری ہے۔ ہم اس کے لئے مزید تعاون نہیں مانگیں گے۔ وفاق کے پاس ہمارا اپنا جو حق ہے اگر وہ ہمیں ملے تب بھی ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ واپڈا کے ساتھ اس وقت صوبہ سرحد کا تنازعہ چل رہا ہے اور وہ حل نہیں ہو سکا۔ NFC award کا مسئلہ

حل نہیں ہو سکا۔ بجلی کا خالص منافع چھ ارب روپے پر cap کیا گیا ہے جب کہ G.N. Qazi formula کے مطابق اس وقت سولہ' سترہ ارب روپے سالانہ ہمیں ملنے چاہیے تھے اور اس سارے کو اگر جمع کیا جائے تو سینکڑوں ارب روپے اس وقت واپڈا اور مرکز کے ذمے صوبہ سرحد کے واجب الادا ہیں۔یہ پیسہ بھی اگر ہمیں مل جائے تو ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور پھر یقیناً صوبہ سرحد اس قابل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے ڈیموں کا مسئلہ اپنے طور پر حل کرے۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات عرض کروں گا کہ اس وقت صوبہ سرحد کی مالی پوزیشن میں ایک امر یہ ہے کہ وفاق کا ہمارے ذمے قرضہ ہے اور ہم سالانہ پندرہ' سولہ فیصد سود ادا کر رہے ہیں اور ہم یہ درخواست دیے جا رہے ہیں کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم کھلی مارکیٹ سے تین' چار' پانچ فیصد شرح سود پر قرض لے کر ان کا قرضہ چکا دیں تا کہ یہ بڑھتا اور چڑھتا سورج جو صوبہ سرحد کے ذمہ بڑھا چلا جا رہا ہے' اس کو کوئی روک لگ سکے اور اس وقت ہم جس صورتحال سے دوچار ہیں' ہماری ترقی رکی ہوئی ہے' ہمارے ADP پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا' ہم اس اہل ہو جائیں گے کہ اس پر کام شروع کر سکیں اور صوبائی حکومت یہ کام کر سکے گی۔ میں ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور ایک بار پھر یہ عرض کرونگا کہ بلوچستان کی آواز میں ہماری آواز شامل ہے لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے صوبہ سرحد کے بارے میں بھی چند باتیں عرض کیں۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمد نصیر مینگل۔

میر محمد نصیر مینگل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب شکریہ کہ آپ نے یہ موقع دیا کہ ہم بلوچستان کے اہم مسئلے پر اظہار خیال کر سکیں۔ سب سے پہلے مجھے تھوڑا سا شکوہ بھی ہے کہ جب بھی بلوچستان کا کوئی اہم مسئلہ یا اس نوعیت کے مسائل آ جاتے ہیں' وہاں rule quote کیے جاتے ہیں۔ آپ کی وساطت سے میں عرض کروں گا کہ بسا اوقات یہاں کئی دن' کئی گھنٹے' معمولی issues پر جن کو ہم non issues کہہ سکتے ہیں' ان پر بحث ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تو انسانیت کا مسئلہ ہے' پانی کا مسئلہ ہے تو اگر rules کو نظر انداز کیا جائے اور بولنے دیا جائے' لوگ حقائق سے آگاہ ہوں' بلوچستان والوں کو بھی پتا چلے کہ ہمارے

نمائندے بول رہے ہیں تو اس سلسلے میں آپ کو ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ تاکہ بلوچستان کے مسائل پر بلوچستان کے نمائندے اظہار خیال کر سکیں اورساتھ ہی ہمیں ان دوستوں سے بھی ذرا شکوہ ہے کہ وہ ہمیشہ بلوچستان کے عوام کو محکومیت، مظلومیت کا نعرہ دے کر، بلوچستان کا اہم مسئلہ آجائے تو وہ بھی ان پر گراں گزرتا ہے کہ بلوچستان کے متعلق بولا جا رہا ہے۔ تو چاہیے یہ کہ جب بلوچستان کو حقوق دلانے کی بات کرتے ہیں تو ایسے انسانیت کے جو مسائل آتے ہیں، پانی جو بنیادی مسئلہ ہے، اس پر برا نہ مانیں اوربلوچستان کے مسئلے پر سیر حاصل بحث ہو تو اس کو برداشت کرلیں۔ ساتھ ہی آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اس لئے کہ آپ نے ہرممبر کو بولنے کے لئے کافی وقت دیا تاکہ وہ اس سلسلے میں اظہار خیال کر سکیں اور پتا چلے کہ بلوچستان میں ایسے علاقے بھی ہیں۔ ابھی افسوس یہ ہے کہ جیسے بوسٹل گیٹ کو توڑا گیا تو لوگ نکل گئے وہ جگہ بھی میں نے دیکھی۔ ملکہ نے پوچھا بھئی یہ کیا مانگ رہے ہیں۔ تو جواب ملا کہ روٹی مانگ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر روٹی نہیں ہے تو کیک، پیسٹری کھائیں۔ جن کے ہاں پانی وافر مقدار میں ہے، جن کو اللہ نے سہولتیں دی ہیں ان کو کیا احساس ہے کہ بلوچستان میں لوگ پیاسے ہیں اور ان پر کیا گزرتی ہے؟ یہاں اس کے علاوہ اسلام میں روزے کا فلسفہ ہے تاکہ پیاسے اور بھوکے کا اندازہ ہو اور جن کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، تو ہم بد دعا کسی کونہیں دے سکتے کہ ان پر ایسا وقت آ جائے تاکہ ان کو احساس ہو کہ ہمارے لوگ کس طریقے سے زندگی گزار رہے ہیں؟

جناب والا! ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو کہ نثار میمن صاحب کی قیادت میں کام کر رہی ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔ لا تقنطو من الرحمة الله (اللہ کی رحمتوں سے نا امید نہیں ہونا چاہیئے) یہ high power commission جس میں مجھے بھی موقع ملا ہے اپنے صوبے کی خدمت کا، اس میں Senators ہیں اور ہمارے MNA's ہیں۔ ہمارے نثار میمن صاحب چیئر مین ہیں۔ انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ ہیں۔ یہ سارے لوگ ہمارے ساتھ اتنا تعاون کر رہے ہیں کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا ہوں اور میں کیسے ان کا شکریہ ادا کروں؟ جب terms of reference دو آئے تھے تو میں نے وہاں پر اس وقت point out کیا کہ اس میں بلوچستان کا جو ہے، Indus basin میں تقریباً 90% سے زیادہ علاقے اس سے out ہیں تو وہاں کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ میمن صاحب وزیر اعظم صاحب کے پاس لے گئے اور within 24 hours وزیر اعظم صاحب نے

Indus دی۔ صدر صاحب نے ہماری ایک میٹنگ بلائی اور اس میں کہا کہ بلوچستان میں approval basin سے جو باہر علاقے ہیں ان کے لئے کمیٹی جو بھی تجاویز دے گی اور جو بھی اقدامات آپ کریں گے ہم بھرپور اس کی حمایت کریں گے۔ تو مجھے امید ہے کہ اس دفعہ جو کمیٹی بنی ہے' وزیر اعظم صاحب بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں' صدر صاحب سے ہماری meetings ہوئی ہیں بلوچستان کے سلسلے میں جیسا کہ ہمارے دوستوں نے بتایا کہ وہاں check dams, delay action dams اور اس قسم کی چیزیں رکھی جائیں تاکہ under ground پانی کا جو level ہے وہ اوپر آ جائے۔ پانی میں رکاوٹ نہ ہو تاکہ ہم وہاں پر سیراب کرا سکیں۔ تو اس سلسلے میں اس طرف سے کچھ دوستوں نے کہا جو کہ بلوچستان حکومت میں ہمارے ساتھ شامل ہیں' وہاں کے Planning & Development and Irrigation Ministers بھی انہی سے تعلق رکھتے ہیں' ہم بلوچستان گئے اور ان کو بتایا گیا کہ بھئی آپ اپنی proposal دے دیں۔ آپ منصوبہ بندی کریں۔ جو بھی planning ہوگی اس کمیٹی کے ذریعے ہم آگے بڑھائیں گے۔ انشاء اللہ صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب بھی اس کی approval دیں گے۔ تو ان سے میری گزارش ہے کہ وہ اپنے وزراء کرام جن کا تعلق Planing & Development and Irrigation جیسے اہم محکموں سے ہے' دونوں کا تعلق پانی سے ہے' وہ اس میں جو منصوبے دیں گے' جن چیزوں کی نشاندہی کریں گے' انشاء اللہ اس کمیٹی کی وساطت سے ہم پر امید ہیں کہ ہمیں صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کی پوری آشیرباد حاصل ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کمیٹی کے ذریعے بلوچستان کے پانی کا مسئلہ حل ہو۔ کچھ تجاویز ایسی ہیں جو میں اس floor سے دینا چاہتا ہوں۔ چونکہ بلوچستان میں مختلف قسم کے علاقے ہیں۔ یہاں تو لوگ بحث میں حصہ لے رہے ہیں لیکن ان کو معلوم نہیں ہے کہ وہاں پر ground realities کیا ہیں جن کا احساس کیا جائے۔ جب ہم بطور سینیٹر یا MNA یہاں پر تجاویز دیتے ہیں۔ وہاں کا ایک مسئلہ ہے خشک کاوہ بند جس کے ذریعے بارش کے پانی کو store کیا جاتا ہے۔ ایک under ground water level اوپر آ جاتا ہے۔ ٹیوب ویل کے ذریعے اس پانی کو ہم استعمال کر سکتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ وہاں پر آباد کاری اور کاشتکاری ہو سکتی ہے۔ تو یہاں ہمیں ایک problem پیش آ رہا ہے کہ جب خشک کاوا بندوں کی تعمیر ہوتی ہے اور جہاں ندی نالے ہوتے ہیں وہاں پر پانی کا کٹاؤ آتا ہے تو protection

بند ہم باندھنا چاہتے ہیں تاکہ ایک تو پانی رک جائے اور دوسرا یہ کہ قابل کاشت زمین کا نقصان نہ ہو۔ شاید پنجاب' سندھ اور Frontier میں یہ مسائل نہیں ہیں۔ بلوچستان میں یہ بنیادی مسائل ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں۔ بندوں یعنی dams کی شکل میں پانی کی storage بھی ہوسکتی ہے اور آباد کاری بھی ہوسکتی ہے۔ تو لہذا یہ دو اہم تجاویز جو آپ کی وساطت سے میں دینا چاہتا ہوں۔ اس کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے میں پرامید ہوں۔ انشاء اللہ پانی کے وسائل کے سلسلے میں بلوچستان میں جتنی تجاویز دی جائیں گے حتی الوسع وزیر اعظم اور صدر کے level پر یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ انشاء اللہ وہاں پر بند بنیں گے' جو Check یا Delay Action Dams Dams ہیں اور جو بھی تجاویز ہیں ہمارے دوست احباب مل کر جیسے محترمہ پری گل آغا نے کہا کہ یہ اپوزیشن یا treasury bench کا مسئلہ نہیں ہے' یہ انسانیت کا مسئلہ ہے' پانی کا مسئلہ ہے' پینے کے لئے چاہیے' کاشتکاری کے لئے چاہیے۔ ان سب کو ملا کر جو حقائق سامنے رکھیں گے انشاء اللہ ان پر پیش رفت ہو گی۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر کلثوم پروین صاحبہ۔

مسز کلثوم پروین: شکریہ چیئرمین صاحب! آج ہم جناب محمد اکرم صاحب کے بہت شکرگزار ہیں کہ انہوں نے ایک اہم مسئلہ کی طرف پورے ہاؤس کی توجہ دلائی ہے۔ یہ اہم مسئلہ پانی کا مسئلہ ہے اور جبکہ دنیا کی جدید technology نے چاند اور مریخ پر بھی پانی تلاش کر لیا ہے ہم ابھی تک زمین کے پانی کا رونا رو رہے ہیں۔ یہ جتنے بھی مسائل اپوزیشن اور یہاں treasury benches سے بیان کئے گئے ہیں وہ سو فیصد حقیقت پر مبنی ہیں۔ خاص طور پر رضا احمد صاحب نے اور ثناء بلوچ نے جو نقشہ کشی کی ہے وہ بالکل حقیقت ہے۔ بلوچستان کا علاقہ ہے ارم بگی مسازعی' اس علاقے میں ابھی تک ہماری خواتین پانی گدھوں اور ڈرموں کے ذریعے لاتی ہیں اور بعض دفعہ اپنے کپڑے وغیرہ وہیں لیجا کر دھوتی ہیں اور اسی میں ان کو صبح سے شام ہو جاتی ہے۔ اس کے درمیان کئی problems آتے ہیں۔ یعنی اس جدید دور میں بھی آپ زراعت کی بات بعد میں کریں' پینے کے پانی کے لئے بھی ہم ابھی تک محتاج ہیں۔ جب اس ہاؤس میں بلوچستان کے حوالے سے بات ہوتی ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے معزز ممبران اس بات کو مذاق میں

اڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ بلوچستان والے ہر وقت کسی نہ کسی قسم کا رونا روتے ہیں۔ میرے ایک بھائی نے صحیح کہا کہ ماں نے تین بیٹوں کی آنکھ میں تو سرمہ لگا دیا اور ایک کی آنکھ میں مٹی بھر دی، یہ واقعی وہی بات ہے۔

پانی اور بجلی کے مسئلے کے لئے ہمارے معزز وزیر جناب شیرپاؤ صاحب بیٹھے ہیں اور یقیناً وہ اس میں دلچسپی بھی لے رہے ہیں مگر کچھ حقائق ایسے ہیں جو کہ زمینی حقائق ہیں۔ جب ہمارے یہ بھائی وہاں سے بیان کرتے ہیں تو یہ بالکل حقیقت بیان کر رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں اس وقت پانی کی اس قدر ضرورت ہے کہ میرے خیال میں اتنی تینوں صوبوں کو ضرورت نہیں ہے۔ بلوچستان والے شور مچا رہے ہیں کہ وہاں ڈیم بنائے جائیں مگر حکومت کو نہ جانے کیا problem ہے کہ وہ کالا باغ ڈیم کے لئے زیادہ زور دے رہی ہے جبکہ ہم خود کہہ رہے ہیں کہ یہاں بھی ڈیم بنائے جائیں۔

اس کے علاوہ کچھ ہماری قسمت نے ساتھ نہیں دیا وہاں پر بارشوں کی کمی ہے، آٹھ سال سے لگاتار بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے علاقہ خشک سالی کا شکار ہو گیا ہے۔ ارنجی کا علاقہ، میرے ثناء بلوچ صاحب اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور وہی اچھے طریقے سے جانتے ہیں کہ وہاں 70 فیصد لوگ پانی کی کمی کی وجہ سے T.B کا شکار ہیں۔ کیا اس صورتحال میں اتنا اہم مسئلہ یہاں بحث کے لئے نہیں ہونا چاہیے تھا؟

چیئرمین صاحب! ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے اتنا زیادہ وقت بلوچستان کو دیا اور بلوچستان کے ایسے اہم مسئلے کو ہمیں discuss کرنے کے لئے کہا گیا۔ یہاں پر بلوچستان کا بیٹھا ہوا ہر فرد جو کہ کسی بھی طرف سے ہے، اپوزیشن سے ہے یا Treasury Benches سے، ہم اس چیز پر ان کا بھرپور ساتھ دیں گے اور ہمیں ساتھ دینا بھی چاہیے کہ ہم انہی علاقوں سے آئے ہیں، ہم اسی مٹی سے آئے ہوئے ہیں اور اسی جگہ کے ہم رہنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ میں جناب وزیر صاحب سے کہوں گی کہ کچھ ایسی suggestions ہیں کہ جس پر انہیں ضرور غور کرنا چاہیے۔ ایک تو بلوچستان کے لئے خصوصی پیکج کا اعلان کیا جائے خاص طور پر جو drought کے علاقے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ بجلی بہت کم شرح پر دی جائے کیونکہ لوگ واپڈا کے کروڑوں روپے کے قرضدار ہیں، جس کی وجہ سے وہ زمینداری کر سکتے ہیں اور نہ ہی پانی کے وسائل کو

کار آمد بنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈیم بنایا جائے، جو پانی ضائع ہو جاتا ہے اسے store کرنے کا صحیح اور بہتر طریقہ ہونا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ جناب وزیر شیرپاؤ صاحب ہمارے ان مسائل کو نہایت ہی غور سے سنتے ہوئے ہمارے لئے ایک اچھے اور بہترین پیکج کا اعلان کریں گے تاکہ بلوچستان کے لوگ جہاں محرومیوں اور مایوسیوں کا شکار ہیں یقیناً ان کی اچھی تجاویز سے کسی حد تک اس میں کمی واقع ہو گی۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: I now call upon the Minister for Water and Power to conclude the debate.

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ: بہت بہت شکریہ! میں آپ کی وساطت سے تمام ممبر صاحبان کا جنہوں نے اس اہم موضوع پر اپنی تقاریر کیں اور بہت اچھی تجاویز دیں، میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خصوصاً اس قرارداد کے mover محمد اکرم صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے آج اس plate form پر، اس forum پر بلوچستان کی وساطت سے پانی کے مسئلے کو اجاگر کیا۔ صوبہ بلوچستان میں پانی کے بارے میں بات چیت زیادہ تر ہوئی لیکن اس کو پورے پاکستان کی سطح پر ممبر صاحبان نے اپنے اپنے علاقے، اپنے صوبے اور پورے پاکستان کی بات کی ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس resolution کو ہم support کرتے ہیں اور support اس لئے کرتے ہیں کہ بلوچستان پر focus کرنا موجودہ حکومت کی priorities میں آتا ہے۔ میں پہلے کچھ reservoirs کی تفصیل میں بتا چکا ہوں، ساتھ ہی ساتھ چونکہ سب ممبر صاحبان نے اظہار رائے کیا ہے، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرانی اور سبکزئی دو بڑے projects ہیں اور جیسے میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ چھوٹے dams کا بنانا صوبائی حکومت کا کام ہے لیکن خصوصاً بلوچستان کے لئے وہاں پر چھوٹے ڈیموں پر بھی survey جاری ہے اور بہت سی جگہوں پر feasibility studies ہو رہی ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قلات میں، سبی میں، لورالائی میں، کوئٹہ میں، پشین کے لئے خصوصی طور پر Prime Minister جمالی صاحب نے پشین District کے لئے کچھ ڈیموں کا اعلان کیا اور اس کے لئے پیسے بھی مختص کئے گئے ہیں۔ یہ جتنے بھی مختلف علاقوں میں Dams ہیں یہ اس لئے ہیں کہ

وہاں پر جیسے نثار میمن صاحب نے کہا کہ Indus River System سے بلوچستان کو پانی بہت کم مقدار میں ملتا ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ ان علاقوں کو دوسرے ذرائع سے پانی مہیا کیا جائے تاکہ وہاں کی ضروریات، وہاں کی جو مشکلات ہیں، ہم اس کو پورے طریقے سے جان سکیں اور اس لئے ایک ایسا لائحہ عمل اور ایک ایسا package تیار کریں تاکہ وہاں کے لوگوں کی جو مشکلات اور مسائل ہیں ان پر ہم پوری توجہ دے سکیں اور اس کے لئے funds مختص کر سکیں۔ یہ صحیح بات ہے کہ بلوچستان کی زمین virgin ہے اور وہاں cotton, wheat کی پیداوار زیادہ ہو سکتی ہے۔ اگر وہاں پر زیادہ زمین زیر کاشت آئے گی تو cotton کی crop بہت اچھی ہو گی اور ساتھ ہی ساتھ گندم کی crop وہاں پر ہو گی اور یہ بلوچستان ہمارے مستقبل کا ضامن بن سکتا ہے ۔ ہم یہی سمجھتے ہیں اور اسی لئے زیادہ focus بلوچستان پر ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کو زیادہ سے زیادہ ترقی دیں تاکہ وہاں کے لوگوں کی محرومی دور کی جا سکے۔ اس لئے میں یہ ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ جیسے میں نے پہلے کہا کہ Delayed Action Dams اور Check Dams کے لئے ہم نے خصوصی طور پر یہ initiative لیا تھا۔ اس کے لئے Japanese grant جو ہے اس کے لئے یہ PC-1 تیار ہے اور اس میں تقریباً بلوچستان کا وسیع علاقہ اس مقصد کے لئے کہ ہمارے ground water resources بھی بڑھ سکیں اور یہ مقصد بھی پورا ہو سکے کہ وہاں کی زمین کو زیر کاشت لایا جا سکے۔ یہ ایک منصوبہ ہے جس پر کام ہو رہا ہے۔ یہ چھوٹے ڈیم جو ہیں ان پر فیڈرل گورنمنٹ خصوصی intervention کر رہی ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کو اس ضمن میں بھی فائدہ پہنچ سکے۔ ساتھ ہی ساتھ وہاں کی drainage کے لئے خصوصی طور پر R.B.O.D-3 منظور کیا ہے۔ اس سال کے بجٹ میں اس رقم کو re-appropriate کر دیا گیا ہے اور اس پر بھی تقریباً چار ارب روپے خرچ ہوں گے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ زیادہ تر فیڈرل گورنمنٹ کی intervention کی وجہ سے ہو رہا ہے کیونکہ ہمیں اندازہ ہے کہ بلوچستان کے اپنے وسائل کم ہیں۔ ہمیں اندازہ ہے کہ وہاں کی backwardness کتنی ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے ہم وہاں کی backwardness پر بات تو کرتے ہیں لیکن عملی طور پر ایسے اقدامات نہیں ہوئے ہیں۔ اسی لئے یہ ایک زندہ ثبوت ہے کہ دو ڈیموں پر کام شروع ہے اور ایک کینال پر کام شروع ہے۔ یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ اتنی intervention ہو رہی ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ پاکستان کی سطح پر Water and Power کے

سیکٹر کو Federal P.S.D.P میں 42%فنڈز دیے گئے ہیں۔ یہ موجودہ حکومت کا ایک priority کے طور پر focus ہے کہ پانی اور بجلی کے شعبہ پر توجہ دی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدر مشرف نے اپنی televised speech میں ایک موضوع پر بات کی اور پانی پر بات کی ۔ اس لئے اگر آج ہم دیکھیں تو اس کے بہت سے پہلوؤں پر کام ہو رہاہے جیسے کہ دو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ یہ political committees ہیں ۔ اس میں اس معزز ایوان کے بہت سارے ممبران شامل ہیں اور انہوں نے جو کام کیا ہے ، وہ قابل ستائش ہے کیونکہ یہ کام بہت ہی مشکل تھا۔ سب صوبوں کی ایک concurrence build کرنا ایک مشکل کام ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر اس فیڈریشن کو ہم نے چلانا ہے تو سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور consensus build کرنا ہے۔ خصوصی طور پر پانی کے مسئلہ پر consensus build کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ پانی آج صرف پاکستان کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ دنیا کا issue ہے ۔ اس کے بارے میں پچھلے سال ٹورنٹو میں Third World Water Forum کے موضوع پر ایک convention منعقد ہوا تھا جس میں 179 ممالک نے شرکت کی تھی اور سب کی یہی رائے تھی کہ پانی ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے اور اس پر توجہ دینی چاہیے ۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ہم آگے بڑھائیں۔اس ضمن میں ہم نے بہت کام کیا ہوا ہے۔ ہم ایک National Water Policy لے کر آ رہے ہیں جو پانی کے تمام مسائل کو engulf کرے گی ۔ یہ ایک ایسی پالیسی ہوگی جو ایک National Document ہوگی اور اس میں ایک Efforts Body ہوگی جس کے سربراہ وزیر اعظم پاکستان ہوں گے ۔ اس میں چاروں صوبوں کی نمائندگی ہوگی تاکہ پانی کے مسئلہ کے لئے ایک ایسا forum ہو جس میں کسی بھی صوبے کو کوئی مشکل ہو، تو وہ اسے اس forum میں لے کر آئے۔ پورے ہاؤس نے across the divide سب نے ایک ہی مقصد کے لیے بات کی ہے اور وہ ہے کہ ہمیں پانی چاہیئے اور خصوصاً بلوچستان کو پانی کی ضرورت ہے ۔تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جو باتیں میں نے on the Floor of the House کیں، چاہے وہ Check Dams کے وساطت سے ہیں، چاہے وہ بڑے Dams کی وساطت سے ہیں، چاہے وہ کینال کی وساطت سے ہیں، rain water کی preservation کی بھی کوشش کر رہے ہیں، چاہے وہ Irrigation tubewells کے بارے

میں ہیں ۔ جناب چیئرمین ! جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ بلوچستان میں ہم نے خصوصی پیکج دیا ہوا ہے، گورنمنٹ آف پاکستان نے دیا ہوا ہے اور چار ہزار روپے flat rate وہاں پر وصول کیا جاتا ہے ۔اس میں گورنمنٹ آف پاکستان ، گورنمنٹ آف بلوچستان اور واپڈا پانچ ارب روپے کی subsidy ہر سال دے رہا ہے ۔ تو بذات خود یہ ہم اس لیے دے رہے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ بلوچستان کو اس چیز کی ضرورت ہے اور اس سے ہم ان کی محرومیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں۔تو میں پورے ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ ڈیم ایک دن میں نہیں بنتا' اس کے لیے feasibility report کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس پر studies کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں وقت ضرور لگتا ہے لیکن ابتداء ہو چکی ہے اور ایک مثبت طریقے سے ابتداء ہو چکی ہے ۔ جیسے میں نے کہا کہ اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ کچھ ڈیموں پر کام شروع بھی ہو چکا ہے اور انشاء اللہ یہ رفتار رہی اور وہاں کے لوگوں کو سال میں ایک ارب روپے کی ضرورت ہے تو ایک ارب کچھ چیز نہیں ہے' اس سے زیادہ وسائل بلوچستان کے پانی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فیڈرل گورنمنٹ انشاء اللہ تعالیٰ مہیا کرے گی تاکہ ان کی یہ محرومی دور ہو 'اور یہ علاقہ جو 47% of the total area of Pakistan ہے اور یہ جو ہمارا مستقبل ہے'اس سے پورا پاکستان مستفید ہو ۔ ہم پورے بلوچستان کی بات کرتے ہیں ' پورے پاکستان کی بات کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے اوپر عملی طور پر جو کچھ ہم سے ہو سکے گا وہ ضرور کرکے دکھائیں گے۔ آخر میں میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس نوٹ کے ساتھ کہ اس resolution کی ہم بھر پور حمایت کرتے ہیں ۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: The debate on the resolution now concludes. I will now put the resolution to the vote of the House. The resolution moved is that the House recommends that the effective steps be taken to construct water reservoires in Balochistan.

(The resolution was adopted.)

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned for tomorrow

—

to meet at 10.00 a.m.

[The House was then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Tuesday, the 13th April, 2004.]